حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات

هُو

وعم نوالہٗ

اَللّٰہُ

جلّ جلالہٗ

تصنیفِ لطیف

سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات

تصنیفِ لطیف

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات

ھُو

اَللّٰہُ

وعمّ نوالہٗ

جلّ جلالہٗ

تصنیفِ لطیف

سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

© All Copy Rights reserved with
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)
Lahore-Pakistan

نام کتاب: **حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات**

تصنیفِ لطیف: سلطان العاشقین
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر: سُلطانُ الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

بارِ اوّل: مئی 2016ء

بارِ دوم: اکتوبر 2019ء

تعداد: 500

ISBN: 978-969-9795-89-3

سُلطانُ الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سُلطانُ الفقر ہاؤس
4-5/A ۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: 042-35436600, 0322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultanbahoo.com
www.sultan-bahoo.pk
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-arifeen.pk
www.tehreekdawatefaqr.org
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فہرس

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
06	حدیثِ دِل	01
08	اسمِ اَللّٰہُ ذات	02
12	ظہورِ باری تعالیٰ بصورتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات	03
13	فطرتِ انسانی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات	04
21	ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات	05
31	ذکر اور تصور کیا ہے؟	06
32	اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے	07
37	اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صحابہ کرامؓ و اولیائے کاملینؒ	08
37	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	09
37	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	10
37	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	11
38	حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ	12
38	پیرانِ پیر دستگیر سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ	13

www.sultan-ul-faqr-publications.com

39	شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ	14
40	سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ	15
40	حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	16
40	حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	17
42	حضرت شیخ فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ	18
43	حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ	19
43	حضرت سیّد ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ	20
43	شیخ احمد بن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ	21
44	حضرت امام ابو قشیری رحمۃ اللہ علیہ	22
44	حضرت ابنِ قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ	23
44	حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ	24
44	حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	25
45	حضرت بُلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ	26
46	حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ	27
49	حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	28
49	میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ	29

www.sultan-ul-faqr-publications.com

30	حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	49
31	سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ	50
32	سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ	51
33	سلطان الاذکار ھُو	66
34	مشقِ مرقومِ وجودیہ	77
35	اسمِ اَللّٰہُ ذات کا منکر	79

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حدیثِ دِل

تمام حمد وثناء اللہ تبارک تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو وحدہٗ لاشریک اور بے نیاز ہے اور اس کا کوئی ''ہمسر'' نہیں ہے۔ جس نے انسان کو اپنے قرب و وصال کے لیے منتخب فرمایا ہے اور بے حد و بے حساب درود و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ پر' جو محبوبِ خدا اور باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل پر جن کو اللہ پاک نے پاک و طاہر کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحابؓ پر' جو راہِ حق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رفیق اور ستاروں کی مانند ہیں اور تمام اولیا کاملینؒ پر' جو نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد تلقین و ارشاد کی مسندِ عظیم پر فائز ہیں۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حقیقت کو نہ تو بیان کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے ذکر و تصور سے حاصل ہونے والے ثمرات کو احاطہ تحریر میں لایا جا سکتا ہے' خواہ ساری دنیا کے سمندر سیاہی اور ساری دنیا کے درخت قلم بن جائیں۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حقیقت، تصور اور ذکر پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو چالیس کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تمام آسمانی کتب اور صحیفے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شرح اور تفسیر ہیں''۔ تمام پیغمبروں نے پیغمبری اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی کی برکت سے پائی ہے۔ جو شخص دیدارِ الٰہی کا طالب ہو اس پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر و تصور لازم ہے۔

مرشدِ کریم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دعوت و تبلیغ کے لیے اس موضوع پر ایک جامع اور مختصر پمفلٹ کی ضرورت محسوس ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل میں اس خادم اور عاجز نے ''حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے نام سے ایک مختصر پمفلٹ تحریر فرمایا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں تین بار' فروری 2002ء' اپریل 2003ء اور

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اگست 2003ء میں مکتبہ العارفین نے شائع کیا۔اگست 2004ء تک ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور اور مکتبہ العارفین لاہور کی سربراہی اس عاجز کی ذمہ داری رہی اس لیے بارِ چہارم بھی اگست 2004ء میں مکتبہ العارفین لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔

مسندِ تلقین وارشاد سنبھالتے ہی دعوت وتبلیغ اور سالکینِ حق کی راہنمائی کے لیے کچھ ترامیم اور اضافہ کے ساتھ یہ پمفلٹ چار بار' جولائی 2005ء' مئی 2006' ستمبر 2008ء اور ستمبر 2009ء میں سلطان الفقر پبلیکیشنز لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔

اب ترامیم اور اضافہ کے ساتھ مکمل کتاب کی صورت میں آئی ایس بی این (ISBN) کے ساتھ شائع ہو رہا ہے جسے بار اوّل شمار کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے سالکینِ حق کے لیے راہنما بنائے۔(آمین)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مئی 2016ء

سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسمِ اَللّٰہُ ذات

اسمِ ''اَللّٰہُ'' ''اسمِ ''ذات'' ہے اور ذاتِ سبحانی کے لیے خاص الخاص ہے۔ علماءِ راسخین کا قول ہے کہ یہ اسمِ مبارک نہ تو مصدر ہے اور نہ مشتق، یعنی یہ لفظ نہ تو کسی سے بنا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی لفظ بنتا ہے اور نہ اس اسمِ پاک کا مجازاً اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے اسماء مبارک کا کسی دوسری جگہ مجازاً اطلاق کیا جاتا ہے۔ گویا یہ اسمِ پاک اس قسم کے کسی بھی اشتراک اور اطلاق سے پاک، منزہ و مبرا ہے۔ اللہ پاک کی طرح اسمِ اَللّٰہُ بھی احد، واحد اور ''لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ'' ہے۔

یہ اَللّٰہُ کا ذاتی نام ہے جس کے ورد سے بندے کا اپنے ربّ سے خصوصی تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ اسمِ پاک قرآنِ پاک میں چار ہزار مرتبہ آیا ہے۔ عارف باللہ فقرا کے نزدیک یہی اسمِ اعظم ہے۔ یہ نام تمام جامع صفات کا مجموعہ ہے کہ بندہ جب اللہ کو اس نام سے پکارتا ہے تو اس میں تمام اسمائے صفات بھی آ جاتے ہیں گویا وہ ایک نام لے کر اسے محض ایک نام سے نہیں معناً تمام اسمائے صفات کے ساتھ پکار لیتا ہے یہی اس اسم کی خصوصیت ہے جو کسی اور اسم میں نہیں ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نکتہ کی وضاحت بہت خوبصورت الفاظ میں کی ہے:

- بے شک جب تُو نے اللہ تعالیٰ کو صفتِ رحمت کے ساتھ پکارا یعنی رحمٰن یا رحیم کہا تو اس صورت میں تُو نے صفتِ رحمت کا ذکر کیا صفتِ قہر کا نہیں، یونہی صفتِ علم کے ساتھ یا علیم کہہ کر پکارا تو صرف صفتِ علم کا ذکر کیا صفتِ قدرت کا نہیں لیکن جب تو نے اَللّٰہُ کہا تو گویا تمام صفات کے ساتھ اسے پکار لیا کیونکہ الٰہ ہوتا ہی وہ ہے جو تمام صفات سے متصف ہو۔ (تفسیر کبیر۔1-85)

کسی چیز کی پہچان اور اس سے رابطے کا ذریعہ اس کا نام ہوتا ہے۔ نام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: ۱۔ ذاتی ۲۔ صفاتی۔ ایک شخص جس کا نام نوید ہے اگر اس نے حکمت کا علم سیکھ رکھا ہے تو وہ حکیم نوید کہلائے گا، اگر اس نے قرآنِ مجید حفظ کر رکھا ہے تو وہ حافظ نوید کہلائے گا اور اسی طرح اگر

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اس نے حج کر رکھا ہے تو حاجی نوید کہلائے گا۔ غرض جتنی صفات سے وہ متصف ہوتا چلا جائے گا اتنے ہی صفاتی نام اس کے اصل نام نوید کے ساتھ لگتے چلے جائیں گے۔ اس صورت میں نوید اس کا ذاتی نام ہے اور حکیم، حافظ، حاجی وغیرہ اس کے صفاتی نام ہیں کیونکہ یہ نام بعد میں اس کے ساتھ اس وقت لگے جب وہ ان صفات سے متصف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ صفاتی نام، صفاتی ذکراذکار کا جامع ہوتا ہے اور ذاتی نام تمام صفاتی ناموں کا جامع ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ''اَللّٰہُ'' ہے اور کریم، رحیم، غفور، غفار جیسے باقی تمام نام صفاتی ہیں اور یہ سب صفاتی نام اسمِ اَللّٰہُ ذات میں جمع ہیں۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کو اُس کے ذاتی نام ''اَللّٰہُ'' سے یاد کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی جملہ صفات سے یاد کرتا ہے۔

انسان کے اندر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسماءِ صفات کی استعداد روزِ ازل سے فطری طور پر موجود ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

✿ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا o (البقرہ 31۔ ترجمہ: آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا کیا گیا) اور اس طرح تمام اسماء کا یہ علم حضرت آدم علیہ السلام سے اولادِ آدم میں منتقل ہوا۔ لہٰذا انسان جس اسم اور جس صفت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اپنے اندر اُسی اسم اور اُسی صفت کی استعداد کو بالفعل جاری کرتا ہے۔ اسی کو اپنے اندر نمودار کرتا ہے اور اسی کا نور اس کے دل میں چمکتا ہے مثلاً بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر اسم ''رحمٰن'' سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی صفتِ رحمٰن کی تجلّی فرماتا ہے اور اسمِ رحمٰن کا نور ذاکر کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو صفتِ رحمانیہ تمام کائنات میں جاری و نافذ ہے اور جس کی وجہ سے تمام مخلوق کے درمیان رحم و شفقت قائم ہے وہ اپنی استعداد کے مطابق اس سے فیض یاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور نفس و آفاق میں اسمِ رحمٰن کے عمل کا عامل بن جاتا ہے۔ اسی طرح بندہ جب اللہ تعالیٰ کے اسم ''سمیع'' یا اسم ''بصیر'' کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات ''سمیع و بصیر''

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سے اپنی استعداد کے مطابق فیض یاب ہوتا ہے اور اسے ظاہری حواس کی سماعت و بصارت کے علاوہ باطنی حواس کی سماعت و بصارت بھی حاصل ہو جاتی ہے جن سے وہ اَن سُنی باتیں بذریعہ الہام سنتا ہے اور اَن دیکھے باطنی مقامات اور غیبی روحانی واقعات دیکھتا ہے۔ اسی طرح تمام صفات کو قیاس کر لیا جائے۔ لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کو اس کے ذاتی نام یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات (جو اسکی تمام صفات و اسماء کی جامع ہے) سے اس کی طرف تجلی فرماتا ہے جس سے ذاکر اللہ تعالیٰ کے ذاتی اَنوار کا اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوۂ مشاہدے اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے اور ذاکر کا وجود اللہ تعالیٰ کے ذاتی اَنوار (جو تمام صفات کے جامع ہیں) سے منور ہو جاتا ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات اپنے مسمّٰی ہی کی طرح یکتا' بے مثل اور اپنی حیرت انگیز معنویت و کمال کی وجہ سے ایک منفرد اسم ہے۔ اس اسم کی لفظی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس کے حروف کو بتدریج علیحدہ کر دیا جائے تو پھر بھی اس کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور ہر صورت میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' ہی رہتا ہے۔ اسم ''اَللّٰہُ'' کے شروع سے پہلا حرف ''ا'' ہٹا دیں تو لِلّٰہ رہ جاتا ہے اور اس کے معنی ہیں ''اللہ کے لئے'' اور یہ بھی اسمِ ذات ہے قرآنِ مجید میں ہے:

❁ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ترجمہ: ''اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے''۔

اور اگر اس اسم پاک کا پہلا ''ل'' ہٹا دیں تو ''لَہٗ'' رہ جاتا ہے جس کے معنی ہیں ''اس کے لئے'' اور یہ بھی اسمِ ذات ہے۔ جیسے ارشادِ ربانی ہے:

❁ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورہ 64۔ آیت 1)

ترجمہ: ''اسی کے لیے بادشاہت اور حمد و ستائش ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

اور اگر دوسرا ''ل'' بھی ہٹا دیں تو ''ھُو'' رہ جاتا ہے اور یہ اسمِ ضمیر ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں ''وہ'' اور یہ بھی اسمِ ذات ہے۔ جیسے قرآنِ مجید میں ہے:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ○ (سورہ 59 - آیت 22)

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ)''۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' (النور۔35)

ترجمہ: ''اللہ (اسمِ اَللّٰہُ ذات) آسمانوں اور زمین کا نُور ہے''۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اسی نور سے کُل مخلوقات نے ظہور پایا اور یہی نور تمام مخلوقات کا رزق بنا۔'' (مجالسۃ النبیؐ)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نورِ محمدی کی تخلیق فرمائی پھر نورِ محمدی سے تمام مخلوقات کی ارواح کو پیدا کیا گیا اور انسانی ارواح کا رزق اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور ہے جب ارواح کو ان کا رزق مل جاتا ہے تو ان کو وہ بصیرت حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتی ہیں۔

❁ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَائِهٖ تَعَالٰی وَاِسْمُ کُلِّ شَیْءٍ مِنْ اِسْمِهٖ

ترجمہ: ''ہر شے کے اندر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور ہر چیز کے اسم کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اسم (اسمِ اَللّٰہُ) سے ہے''۔

❁ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مرآۃ العارفین میں فرماتے ہیں:

اور ظاہر کیا حقیقتِ ازل کو حدوث (مخلوق) کے سبب اور حدوث کو قِدم (اپنی ذات) سے اور مندرج ترتیب کو بکھیرا اور اُس چیز کو لکھا چھپی ہوئی کتاب میں ظاہر ہونے والی سیاہی کے ساتھ جو مُتکلم کے باطن میں پوشیدہ تھی۔ حروف اور کلمات سے پورا اور مکمل کیا اور ان دونوں کو اس میں ثابت کیا اور نظم وضبط سے جوڑا اس تمام وکمال کو جو کتاب میں مفصل ہے، فاتحہ میں رکھا اور جو کچھ فاتحہ میں درج اور پوشیدہ ہے وہ بسم اللہ میں ہے۔ یہ فاتحہ الکتاب جامع ہے واسطے ان تمام مراتب وعوالم کے جو کتابِ جامع کے بیچ ہے اسی واسطے اس کا نام اُم الکتاب رکھا گیا ہے اور بسم اللہ جس کا نام اُمّ الاُمم ہے سو یہ بھی دو قسم میں تقسیم ہے اس میں سے وہ جس کا تعلق ذات سے ہے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

وہ ''بسم'' ہے اور دوسری قسم جس کا تعلق صفات سے ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے (یعنی اسمِ اَللّٰہُ) سو وہ جامع ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

❁ زمین و آسمان کے درمیان بظاہر کوئی ستون نظر نہیں آتا جس نے انہیں سہار رکھا ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی کی برکت سے زمین و آسمان بغیر ستون کے ایستادہ ہیں۔ (عین الفقر)

ہر چیز کا اسم الگ ہے اور ذات الگ ہے مگر اللہ تعالیٰ چونکہ وحدہٗ لاشریک ہے اس لیے وہ اسم میں بھی اور ذات میں بھی واحد اور احد ہے۔

ظہورِ باری تعالیٰ بصورتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات

اللہ تعالیٰ نے جب عالمِ احدیت سے عالمِ کثرت کی طرف ظہور فرمایا تو اپنی پہچان ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ذریعے کروائی۔ حدیثِ قدسی ہے:

❁ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

ترجمہ: میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

پوشیدہ خزانہ سے مراد یہ ہے کہ ذاتِ الٰہی ''ذات، اسماء و صفات'' سمیت پوشیدہ و مخفی تھی پھر ''ذات'' کے اندر جذبہ پیدا ہوا جس کی طرف بظاہر ''فَاَحْبَبْتُ'' کے سادہ سے لفظ کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے یعنی ''پس میں نے چاہا'' مگر یہ چاہت اِس شدت کے ساتھ ظہور میں آئی کہ صوفیا کرامؒ نے اِسے عشق سے تعبیر کیا ہے۔ محبت میں اگر ''شدت'' پیدا ہو جائے تو وہ ''عشق'' بن جاتا ہے اور یہ جذبہ عشق ہی تھا جس سے انسان کی تخلیق ہوئی اور یہ کائنات وجود میں آئی اور انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ پاک کی پہچان اور معرفت کا حصول ٹھہرا جیسا کہ اس نے فرمایا ''میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔''

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ سلطان العارفین' سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے چاہا (کہ اس کی پہچان ہو، اسے کوئی پہچاننے والا ہو) تو خود سے اسم ذات جدا کیا (یعنی خود کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی صورت میں ظاہر فرمایا) اور اس سے نُورِ محمدی کا ظہور ہوا اور اپنی قدرتِ توحید کے آئینہ (نورِ محمد) میں دیکھا تو نُورِ محمد کو دیکھتے ہی اپنے آپ پر (نورِ محمد کی صورت میں اپنے تعین پر) مشتاق و مائل و فریفتہ ہوا اور اپنی ہی بارگاہ سے ربّ الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نورِ محمد سے کُل مخلوقات کی ارواح کو پیدا فرمایا۔'' (عین الفقر)

فطرتِ انسانی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی آئینہ قدرت میں خود کو صُورتِ محمدی میں دیکھا تو اپنے اس رُوپ پر خود ہی عاشق اور فریفتہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا یہی عشق نورِ محمدی کا جوہرِ خاص بنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''امرِ کُن'' فرما کر نورِ محمد سے تمام عالم کی کُل مخلوقات کی ارواح کو پیدا فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

''اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ کُلُّ خَلَآئِقِ مِنْ نُّوْرِیْ''

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ مبارک سے جب تمام ارواح کو پیدا کیا گیا تو عشقِ الٰہی کا جوہرِ خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ارواحِ انسانی کے حصے میں آیا اور جب اپنے حسن و جمال کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو اپنے روبرو وصف آرا فرمایا تو خود کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی صورت میں جلوہ گر فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس لیے وہ اسم میں بھی اور ذات میں بھی واحد اور احد ہے۔ تمام ارواح اللہ تعالیٰ کے حسنِ بے مثال و لامحدود کو دیکھ کر دنگ رہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

گئیں اور حسنِ مطلق کی حمد اور ذکر میں محو ہو گئیں۔ یہی حمد اور ذکر اسم اَللّٰہُ ذات اور دیدارِ الٰہی جملہ ارواح کا رزق بنا اور وہ اسی رزق پر پلنے لگیں۔ اظہارِ جمال کے بعد مزید شفقت و مہربانی فرمائی اور اس کے متعلق قرآن میں بیان بھی فرما دیا تاکہ مخلوق اپنے خالق کی مکمل پہچان اور معرفت حاصل کر لے۔ فرمایا:

❁ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (الاعراف۔172)

ترجمہ: کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں؟ (یعنی کیا تم میرے حسن و جمال کے جلوؤں، دیدار اور میرے ذکر پر پل نہیں رہے ہو؟)

اس وقت تمام ارواح کی آنکھیں نورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے منور اور مدہوش تھیں اور ہر کدورت اور آلائش سے پاک تھیں اس لیے سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا:

❁ قَالُوْا بَلٰی (الاعراف۔172) ترجمہ: ''کہا، ہاں کیوں نہیں! (تو ہی پالنے والا ہے)''۔

یعنی ہاں! اے ہمارے ربّ! ہم تیرے حسن و جمال کے جلوؤں' تیرے دیدار اور تیرے ذکر پر نہیں پل رہے ہیں تو اور کس پر پل رہے ہیں؟

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ اور دوسرے صوفیا کرام روح کی حقیقت ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟'' تو سب نے بیک زبان جواب دیا ''ہاں یا اللہ! تُو ہی ہمارا ربّ ہے'' قابلِ غور بات یہ ہے کہ کسی بھی سوال کا جواب دینے کے لیے کان، سوچ، سمجھ اور زبان کا ہونا ضروری ہے اور اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا مکمل وجود ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں بار ہا ذکر ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

❁ ترجمہ: ''بے شک ہم نے کثرت سے ایسے جن اور انسان پیدا کیے ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ اس لیے کہ ان کے پاس قلب (بمعنی روح) ہے لیکن یہ لوگ قلب کی تحقیق نہیں کرتے، ان کے پاس (روح کی) آنکھیں تو ہیں لیکن یہ ان آنکھوں سے دیکھتے نہیں، (روح کے) کان تو ہیں لیکن یہ لوگ ان کانوں سے سنتے نہیں، یہ لوگ چوپائے حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

کر گمراہ ہیں کہ یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔" (الاعراف۔179)

❁ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا "گونگے، بہرے اور اندھے ہیں یہ ہرگز راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔" (البقرہ۔18)

ان چند آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی ظاہری بصارت، گویائی اور سماعت کے علاوہ بھی انسان کے پاس ایسے حواس موجود ہیں جن کا تعلق اس کے باطن یعنی روح سے ہے۔

❁ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اس سوال وجواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے عشق کی نہایت بھاری امانت اُٹھانے کی مشقت ان پر ڈالنی چاہی اور فرمایا: "کون ہے جو میرے عشق کی امانت کا بار اُٹھائے گا؟ کون میرا عاشق بنتا ہے؟" لیکن ارواحِ انسانی کے سوا سب مخلوقات کی ارواح نے اس بارِ امانت کو اُٹھانے سے اپنی عاجزی ظاہر کر دی کیوں کہ عشقِ الٰہی کی امانت کوئی معمولی امانت نہیں ہے۔ اس میں تو جان سے جانا پڑتا ہے۔ صرف انسان ہی تھا جو عشقِ الٰہی کی آگ میں کود گیا۔ اس واقعہ کو قرآنِ مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

❁ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۗ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ (الاحزاب۔72)

ترجمہ: "ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کو اُٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اُٹھالیا۔ بے شک وہ (اپنے نفس کے لیے) ظالم اور نادان ہے۔"

صوفیا کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ امانت اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔ مثال کے طور پر عالمِ خلق میں کسی بھی چیز کو پہچاننے کے لیے دو نوروں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ کا نور یعنی بینائی اور دوسری روشنی۔ اگر ان دونوں میں سے ایک ختم ہو جائے تو انسان کسی چیز کو نہیں پہچان سکتا، اندھا ہو جائے یا

www.sultan-ul-faqr-publications.com

گھپ اندھیرا ہو، دونوں صورتوں میں پہچان حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح عالمِ ارواح میں دو نور موجود تھے ایک روح کی آنکھ جو پہلے ثابت کی گئی ہے دوسرا نور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کا نور ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے ''اَللّٰہُ (اسمِ ذات) نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔'' (النور۔35)

- ''اَللّٰہُ (اسمِ ذات) دوست ہے ایمان والوں کا، نکالتا ہے ظلمت، کفر، شرک اور منافقت سے اور لے جاتا ہے نورِ توحید (صراطِ مستقیم) کی طرف۔'' (البقرہ۔257)

یعنی انسان نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور میں اس کا دیدار کیا تھا اور یہی نور بطورِ امانت انسان کے سینے میں پاک پردوں میں لپیٹ کر رکھ دیا گیا جس کے بارے میں قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے:

- اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ O (سورۃ روم۔8)

  ترجمہ: ''کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔''

- وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ O (الذاریٰت۔21)

  ترجمہ: ''اور میں تمہارے اندر موجود ہوں کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔''

- وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ O (سورۃ ق۔16)

  ترجمہ: ''اور ہم تو شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔''

- كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ O (المجادلۃ۔22)

  ترجمہ: ''ان کے دِلوں پر ایمان لکھا۔''

- اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ O (الجاثیہ۔23)

ترجمہ: ''(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو الٰہ (معبود) بنا لیا ہے۔''

- اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَنِیَّاتِكُمْ

ترجمہ: ''بیشک اللہ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور دِلوں کو دیکھتا ہے۔'' (مسلم)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

ترجمہ: ’’عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔‘‘ (بخاری)

❁ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ (الحدیث)

ترجمہ: ’’مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔‘‘

ایسی بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں جن میں قلب وباطن کی طرف بندہ کی توجہ دلائی گئی ہے جو تخیل وتصور کا مرکز ہے اور اسی قلب و باطن میں ایمان ٹھہرایا گیا ہے اور شیطان لعین بھی اسی باطنی تصور وتخیل میں وسوسے چھوڑتا ہے۔

❁ ترجمہ: ’’وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔‘‘ (الناس۔5)

المختصر پھر انسان نے جب اللہ تعالیٰ کے روبروسرِ محفل اس کے عشق کا دم بھر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ہجر وفراق کی بھٹی میں ڈال کر اس کے جذبۂ عشق کی صداقت کو پرکھنا چاہا اور انسان کو عنصری جسم دے کر اس دنیا کے دارالامتحان میں لاکھڑا کیا اور اسے اَحْسَنِ تَقْوِیْم سے اَسْفَلَ سٰفِلِیْن میں اُتارا اور اس کی فطرتِ نورانی میں نارِ شیطانی، خواہشاتِ نفسانی اور کدورت وآلائش دنیا فانی ملادی اور ارواح کی طاقتِ ایفاء، اخلاصِ وعدۂ بلٰی اور قوتِ اقرارِ عبودیت کی پوری پوری پرکھ اور آزمائش فرمائی اور ان ارواح کو بہشتِ قرب ووصال اور جنتِ حضور سے نکال کر نفس اور شیطان کے ہاتھوں میں اس کی ڈوریں دے دیں اور اسے دنیا کے کمرۂ امتحان میں لاکھڑا کیا۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

کُنْ فَیَکُوْن جدوں فرمایا، اَساں وِی کولے ہاسے ھُو
ہِکے ذات ربّ دِی آہی، ہِکے جگ وِچ ڈھنڈیاسے ھُو
ہِکے لامکان مکان اساڈا، ہِکے آن بُتاں وِچ پھاسے ھُو
نفس پلیت پلیتی کیتی باھُوؒ، کوئی اصل پلیت تاں ناسے ھُو

مفہوم: جب اللہ تعالیٰ نے ’’کُن‘‘ کہہ کر کائنات کو تخلیق فرمایا تو ہم بھی ساتھ ہی موجود

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تھے۔ایک وہ وقت تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے سامنے موجود تھی اور ایک یہ وقت ہے کہ ہم لباسِ بشر میں قید اُس ذات کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ایک وقت میں ''لامکاں'' میں ہمارا بسیرا تھا اور اب عنصری اجسام میں قید ہیں۔ ہماری ارواح کو نفس نے آلودہ اور ناپاک کر دیا ہے ورنہ ہم اصل میں تو ایسے نہیں ہیں۔

انسان جب دنیا کے دارالامتحان میں اُترا تو اسے بالکل نئے اور اجنبی ماحول کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی اصل پر ایک پردہ ڈال دیا ہے جو اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔اس پردے کو اس چیز کا ظاہر اور اس کی اصل کو اس چیز کا باطن کہا جاتا ہے۔ مثلاً بادام کو لے لیجیے۔اس کی اصل (یعنی مغز) پر لکڑی کا ایک سخت غلاف چڑھا دیا گیا جو اس کا ظاہر ہے۔ یہ ظاہر اس کی حفاظت بھی کرتا ہے اور اس کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔اسی طرح مالٹے اور کیلے کی اصل پر ایک غلاف چڑھا ہوا ہے جس کی ساخت کا مادہ (Material) اس کی اصل کے مادہ سے مختلف ہے۔ یہ غلاف ان کی اصل کی حفاظت اور پہچان کا ذریعہ ہے۔اگر دنیاوی زندگی میں چیزوں کی اصل پر یہ حفاظتی پردے نہ ہوں تو چیزیں ضائع و برباد ہو جاتی ہیں۔اسی طرح انسانی روح سے بھی یہی سلوک کیا گیا ہے کہ اسے دنیا کے مادی سفلی جہان کا مادی عنصری سفلی جسم دے دیا گیا ہے جو اس کے لطیف روحانی جسم کے لیے بمنزلہ پوست، چھلکے یا ''لباس'' کے ہے اور اس مادی دنیا میں اس کے رہنے سہنے، چلنے پھرنے اور کام کرنے کے لیے سواری کا کام دیتا ہے اور اس سواری کی باگ ڈور انسان کے لطیف روحانی جسم کے حوالے کر دی گئی ہے۔ساتھ ہی اس پر تین شکاری (نفس، شیطان اور دنیا) چھوڑ دیئے گئے ہیں جو اس کو گھیر کر اس سے اللہ تعالیٰ کی امانت ضائع کرانے کے درپے ہیں۔اگر انسان اپنی سواری (ظاہری عنصری حیوانی جسم) کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے تو بلاشبہ صراطِ مستقیم پر رہے گا اور اپنے مقصدِ حیات کو پالے گا۔اس کے برعکس اگر شیطان و نفس اور دنیا جیسے دشمنوں نے اس پر غلبہ پا کر سواری کی باگ ڈور اس سے چھین لی تو وہ اس امتحان میں یقیناً ناکام ہو جائے گا اور ہمیشہ کی ذلت سے دوچار ہو جائے گا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ انسان کا ظاہر اس کی صورت اور جسد (جسم) ہے اور انسان کا باطن اس کی روح ہے۔ جسد اور ہے اور روح اور ہے۔ حالانکہ متکلم انسان واحد ہے۔۔۔۔انسان کے جسد کی پرورش کی جائے اور شجرۂ روح کو پانی نہ ملے تو روح کا پودا خشک ہو جائے گا اور جسم کا درخت تازہ اور فربہ ہو جائے گا۔ صفاتِ حیوانیت غالب آجائیں گی اور صفاتِ روح مغلوب ہو جائیں گی اسی طرح جب روح کی پرورش (ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے) کی جاتی ہے تو صفاتِ روح صفاتِ بشریت پر غالب آجاتی ہیں۔ (شرح فصوص الحکم والایقان صفحہ 107)

❁ دینِ قیم دراصل روح کے جسم پر غالب آنے کا نام ہے۔ (ایضاً صفحہ 141)

گویا اس دنیا میں انسان دو جسموں کا مجموعہ ہے ایک مادی عنصری جسم ہے جس کی پیدائش انسانی نطفے سے ہے اور یہ عالمِ خلق کی چیز ہے۔ دوسرا علوی لطیف رُوحانی جسم ہے جسے روح کہا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عالمِ امر کی چیز ہے۔ ہر دو جسموں کا میلان اور رجحان اپنی اصل کی طرف رہتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

❁ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ (حدیث نبوی ﷺ)

ترجمہ: ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

مادی حیوانی جسم کی بناوٹ و ترکیب چونکہ مادی دنیا کی اشیا اور مادی عناصر (ٹھوس، مائع، گیس) سے ہے اس لیے اس کا میلان و رجحان دنیا اور مادی غذاؤں کی طرف رہتا ہے جو کہ عام حیوانات کا خاصہ ہے۔ ان سب مادی سفلی غذا کھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ”دَآبَّةٍ“ کہہ کر پکارا ہے اور اس حیوانی جسم کے رزق کے متعلق فرمایا ہے کہ:

❁ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ○ (سورۃ ھود۔6)

ترجمہ: ”اور نہیں ہے زمین میں کوئی حیوان مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔“

حیوانی جسم کا یہ رزق اللہ تعالیٰ نے ازل سے ہی مقرر فرما دیا ہے اور عام حالات میں اس میں کمی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

بیشی نہیں ہوتی، چاہے اس کے لیے جتنی بھی کوشش اور جتن کر لیے جائیں، جتنے مکروفریب اور حیلے کر لیے جائیں یہ رزق نہیں بڑھتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے ریا خرچ کرنے سے یہ روزی دس گنا سے ستر گنا تک بڑھادی جاتی ہے۔ اس روزی کی سپلائی کا انتظام بھی مکمل ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ یہ رزق بندے کو اس طرح تلاش کر کے پہنچتا ہے جس طرح کہ موت۔ جب تک بندہ اپنے حصے کی روزی اس دنیا میں وصول نہیں کر لیتا اسے موت نہیں آتی۔ اس روزی کی ترسیل کے اللہ تعالیٰ نے دو راستے رکھے ہیں۔ ایک راستہ توکل کا ہے اور دوسرا راستہ مشقت کا ہے۔ جو شخص روزی کے بکھیڑوں اور تفکرات سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طلب اور جستجو میں یہ سوچ کر لگ جاتا ہے کہ روزی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ جیسے اور جس طرح چاہے گا پہنچاتا رہے گا مجھے اس کے لیے سرگردانی کی ضرورت نہیں ہے تو وہ شخص متوکل ہے لیکن جس شخص کا ایمان کمزور ہے اور وہ اللہ پر بھروسہ اور توکل نہیں کرتا اور اس کی نظر اسباب پر لگی رہتی ہے تو اس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا ٭ۖ اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَ اِیَّاکُمۡ ۫ۖ (العنکبوت۔60)

ترجمہ: ''اور غور کرو کہ جانور اپنی روزی اپنے ساتھ ساتھ اُٹھائے نہیں پھرتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی دینے والا ہے (یعنی تم اللہ پر توکل کیوں نہیں کرتے؟)۔''

اب جو مشقت کی راہ سے روزی وصول کرتا ہے اس کے لیے مشقت کی کروڑوں قسمیں پیدا کر دی گئی ہیں۔ جس قسم کی مشقت کی طرف رجوع کرے گا اسی طرف سے روزی بھیج دی جائے گی۔ کھیتی باڑی کرے، ملازمت کرے، تجارت کرے، یا دستی مزدوری کرے اسے ہر قسم کے انتخاب کی آزادی ہے۔ پھر مشقت کے بھی دو راستے ہیں ایک حرام کا راستہ اور دوسرا حلال کا، اگر حلال کی طرف رجوع کرے گا تو حلال کے تمام ذرائع و اسباب اسے مہیا کر دیئے جائیں گے اور اگر حرام کی طرف رجوع کرے گا تو حرام کے تمام ذرائع اور اسباب اسے مہیا کر دیئے جائیں گے اس طرح اس کی اپنی پسند کے ذرائع سے اسے روزی پہنچائی جاتی ہے۔ مشقت کی راہ بہرحال اچھی نہیں ہے کہ اس میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہیں:

❁ ''رزقِ حلال پر حساب ہے اور رزقِ حرام پر عذاب ہے۔''

حالانکہ انسان کو اس کے حیوانی جسم کی روزی سے بے غم کر دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ انسان اتنا بدعقیدہ ہو گیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ضمانت پر اعتماد نہیں ہے اور رات دن اپنے زورِ بازو کے سہارے اپنے مقدر کیے ہوئے رزق میں اضافہ کرنے پر تلا رہتا ہے جو قطعاً ناممکن ہے۔

دوسری طرف انسان کا لطیف روحانی جسم چونکہ اللہ تعالیٰ کے عالمِ اَمر کی چیز ہے اس لیے اس کا طبعی میلان اور رجحان اللہ تعالیٰ کی معرفت' قرب' وصال اور محبتِ الٰہی کی طرف رہتا ہے اور اس کی روزی (رزق) ذکر و تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے جس کی طرف قرآن و حدیث میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ صرف قیل و قال یا ظاہری تقلید اور ظاہری اشغال سے نہ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو سکتی ہے اور نہ ہی ظاہری کتابی علم سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت اور رسالت اور اسکی مخصوص روحانی قوت یا معجزات کا پتہ لگ سکتا ہے اور نہ ہی ''وحی'' کی حقیقت اور ''معراج'' کی کُنہ اور حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی لیے تو ظاہری علما نبی کے علمِ غیب، دنیا میں دیدارِ الٰہی، معراج کی حقیقت اور معجزات وغیرہ اور دیگر مسائل کے بارے میں تمام عمر جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان تمام حقائق اور باطنی رموز سے پردہ اُٹھانے کے لیے سب سے بہترین اور آسان راستہ ذکر و تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب' مشاہدہ' وصالِ الٰہی اور دیدار کا راستہ بغیر ذکر و تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہرگز نہیں کھلتا جو دل کی زندگی کا باعث ہے۔

ذکر و تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد۔28)

ترجمہ: بیشک ''ذکرِ اَللّٰہُ'' (ذکر اسم اَللّٰہُ ذات) سے ہی دلوں کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا

ہے۔

۞ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون۔9)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہارے مال اور اولادیں تم کو ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل نہ کر دیں جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ پانے والے ہیں''۔

۞ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (الجمعہ۔10)

ترجمہ: اور کثرت سے ''اسمِ اَللّٰہُ'' کا ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

۞ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ○ (الاحزاب۔41)

ترجمہ: اے ایمان والو! ذکرِ اَللّٰہُ کثرت سے کیا کرو۔

۞ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ (الاحزاب۔35)

ترجمہ: کثرت سے اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

۞ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ○ (البقرہ۔152)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

۞ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (آل عمران۔101)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ (یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات) کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے پس تحقیق وہ صراطِ مستقیم پر ہدایت پا جاتا ہے۔

۞ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ○ (البقرہ۔238)

ترجمہ: اپنی نمازوں (یعنی پنجگانہ نمازوں) کی حفاظت کرو اور خاص کر وسطی نماز (قلبی ذکرِ اَللّٰہُ) کی۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مزید فرمانِ الٰہی ہے:

❁ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۞ (المائدہ۔91)

ترجمہ: ''بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب و جوئے کے ذریعہ تم کو ایک دوسرے کا دشمن بنائے اور تمہارے دِلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض پیدا کر دے اور وہ تمہیں ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ اور نماز سے روکے''۔

اِس کے برعکس ذکرِ اَللّٰہُ سے گریز کرنے والے انسان کو گمراہ اور غافل قرار دیا گیا ہے اور عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور اس شخص کی پیروی سے منع کیا گیا ہے:

❁ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۞ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۞ (النجم۔29,30)

ترجمہ: ''پس آپ ﷺ اس شخص سے کنارہ کشی اختیار فرمالیں جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور محض دنیا کی زندگی کو ہی اپنا مقصود بنایا۔ یہی اس نادان کے علم کی پہنچ ہے لیکن آپ ﷺ کا رب راستہ بھٹکنے والوں اور سیدھا راستہ چلنے والوں کو خوب جانتا ہے''۔

اسم ''اَللّٰہُ'' کا ذکر ایسا عمل ہے جو انسان کے دل میں نورِ ایمان پیدا کرتا ہے۔ اس لیے ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل انسان کو گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

❁ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ (الزمر۔22)

ترجمہ: ''جس شخص کا سینہ اللہ (اسم اَللّٰہُ ذات کے ذکر) نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ شخص اپنے ربّ کی طرف سے نور اور روشنی میں آ گیا (اس کے برعکس) ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لیے جس کا دل اتنا سخت ہے کہ ذکرِ اَللّٰہُ میں نہیں لگتا وہ صریح گمراہی میں پڑا ہوا ہے''۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ احادیثِ مبارکہ میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا ''کون سا بندہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن افضل اور بلند مرتبہ ہوگا۔'' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ذکرِ اَللّٰہُ کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں۔'' عرض کیا گیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس شخص سے بھی ان کا درجہ بڑھا ہوا ہے جو راہِ خدا میں جہاد کرے'' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں! اگر کوئی اپنی تلوار کفار و مشرکین پر چلائے یہاں تک کہ اُس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود خون سے رنگین ہو جائے پھر بھی ذکرِ اَللّٰہُ کرنے والا اس سے مرتبہ میں افضل ہے۔'' (احمد۔ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے اور جو شخص نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

❁ اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ وَكُلُّ نَفَسٍ یَّخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مَیِّتٌ

ترجمہ: سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس ذکرِ اَللّٰہُ کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو دَم غافل سو دَم کافر، سانوں مُرشد ایہہ پڑھایا ھُو
سُنیا سُخن گیاں کُھل اَکھیں، اساں چِت مولا وَل لایا ھُو
کیتی جان حوالے ربّ دے، اساں ایسا عشق کمایا ھُو
مرن توں اَگے مر گئے باھُوؒ، تاں مطلب نوں پایا ھُو

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں مرشد نے یہ سبق پڑھایا ہے کہ جو سانس بھی ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے تصور اور ذکر کے بغیر نکلتا ہے وہ کافر ہے اور جب سے ہم نے یہ ارشاد سنا ہے اپنا دل اس طرف

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہی لگا لیا ہے۔ اور ہم نے عشق کا ایسا سودا کیا ہے کہ اپنی جان اور زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سپرد کر دیا ہے اور اپنی مرضی اور منشاء سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ وصالِ الٰہی تو اُن کو نصیب ہوتا ہے جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ وَ ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ ○

ترجمہ: ''بہترین طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے اور بہترین ذکر اللہ (یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات) کا ذکر ہے'' اس لیے ذکرِ اَللّٰہُ کی تاکید اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمائی ہے۔

قلبی ذکر اللہ کی اس دائمی نماز کی غرض و غایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ:

❁ لِکُلِّ شَیْءٍ مُصْقِلَۃٌ وَّ مُصْقِلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ○

ترجمہ: ہر چیز کے لیے صیقل (صفائی کرنے والی چیز) ہے اور دل کی صیقل اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر ہے۔

گویا دل کی صفائی اور پاکیزگی کے لیے ذکرِ اَللّٰہُ کو فرض کیا گیا ہے کیونکہ دل ہی وہ آئینہ ہے جس میں دیدارِ الٰہی کے جلوے ہویدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت ذکر و تصور ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' میں مشغول رہ کر اپنے دلوں کو روشن رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ قَالُوْا بَلٰی کا وعدہ ایفاء ہو سکے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ اس حدیث مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

دل کر صیقل شیشے وانگوں باھُوؒ دور تھیون گل پردے ھُو

مفہوم: اپنے دل کو آئینہ کی طرح پاک و صاف کر لے تو تیرے تمام حجابات دور ہو جائیں گے کیونکہ آئینہ جتنا صاف ہوتا ہے عکس اتنا ہی واضح نظر آتا ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

مَا صَدَقَةٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ○

ترجمہ: کوئی صدقہ ذکرِ اَللّٰهُ سے افضل نہیں۔

❁ عِلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ ذِكْرُهٗ وَعِلَامَةُ بُغْضِ اللّٰهِ عَدَمُ ذِكْرِهٖ ○

ترجمہ: اللہ سے محبت کی علامت ذکرِ اَللّٰهُ ہے اور اللہ سے بغض کی علامت عدم ذکرِ اَللّٰهُ ہے۔

❁ اَفْضَلُ الذِّكْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى ○

ترجمہ: سب سے بہتر ذکر اَللّٰهُ کا ذکر ہے۔

❁ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا ''کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور افضل ہے اور تمہارے درجوں کو بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور اس بات سے بھی کہ جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کریں'' صحابہؓ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمائیں'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَللّٰهُ کا ذکر''۔ (ترمذی شریف)

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ مرتبے میں سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا '' وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ '' (کوئی بھی چیز ذکرِ اَللّٰهُ سے افضل نہیں)۔

احادیثِ قدسی ہیں:

❁ اِذَا رَاَيْتَ عَبْدِيْ لَا يَذْكُرُنِيْ فَاَنَا اَحْجُبُهٗ عَنْ ذٰلِكَ ○

ترجمہ: جب تُو دیکھے کہ میرا بندہ میرے ذکر سے غافل ہو گیا ہے تو میں اسے محجوب کر دیتا ہوں۔

❁ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ يَذْكُرُوْنِيْ فِيْ تَحَرُّكِ الشَّفَتَانِ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٌ مِّنْهُمْ ○

ترجمہ: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے اپنے ہونٹوں میں یاد کرتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق پیش آتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ہم مجلس ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے اپنے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔

مندرجہ بالا آیات، احادیثِ قدسی اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ ذکرِ اَللّٰہُ سے بڑھ کر کوئی عبادت افضل نہیں ہے لیکن وہ کون سا ذکر ہے جس سے انسان کو اپنی پہچان نصیب ہوتی ہے اور پھر انسان کو اپنی پہچان کے نصیب آتے ہی اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہو جاتی ہے۔ (مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ O جس نے اپنے نفس کو یعنی خود کو پہچان لیا اس نے درحقیقت اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ حدیث شریف) ایک ذکرِ لسانی ہے جو زبان سے کیا جاتا ہے اس میں تلاوتِ کلامِ پاک، کلمہ پاک، درود پاک اور وہ تمام اذکار ہیں جو زبان سے کیے جاتے ہیں۔ زبانی ذکر سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن قلب یا من کے قفل کو کھولنے والا ذکر، ذکرِ پاس انفاس (سانسوں سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور) ہے جسے سلطان الاذکار کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے لیکن ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ”حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی“ اور ”نماز مومن کی معراج ہے“۔ نماز کا ظاہر الفاظ کا مجموعہ ہے جسے مخصوص آداب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے لیکن نماز کا باطن دیدارِ الٰہی اور قربِ الٰہی ہے جس کے حصول کے بعد ہی نماز معراج بنتی ہے اور یہ مرتبہ صرف سلطان الاذکار کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ نماز بھی ذکر ہی کی ایک قسم ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ O (طٰہٰ۔14)

ترجمہ: اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

نماز پر ہی اکتفا نہیں کرنا بلکہ ہر لحظہ ذکرِ اَللّٰہُ کرتے رہنا ہے:

❁ فَاِذَا قَضَیۡتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ O (النساء۔103)

ترجمہ: پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بَل لیٹے ذکرِ اَللّٰہُ کرو۔

اس آیت مبارکہ میں کروٹوں کے بَل لیٹنے سے مراد سونا ہے یعنی سوتے ہوئے بھی ذکرِ اَللّٰہُ کرنا ہے اور سوتے ہوئے صرف ذکرِ پاس انفاس (ذکرِ خفی) ہی ہو سکتا ہے کیونکہ سانس کسی لمحہ بھی بند نہیں ہوتی۔

❁ پھر ذکر کس طرح کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ○ (الکہف۔24)

ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر اتنی محویت سے کر کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔

❁ پھر کس کا ذکر کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ○ (مزمل۔8)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اور اپنے ربّ کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

❁ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ○ (الاعلیٰ۔01)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اپنے ربّ کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کی تسبیح بیان کرو جو سب سے اعلیٰ ہے۔

❁ پھر پہلی وحی میں بھی اسمِ اَللّٰہُ کے ذکر کا حکم ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ (العلق۔01)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) سے جس نے خلق کو پیدا کیا۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○ (حاقہ 52، واقعہ 96 اور 74)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اپنے ربِّ عظیم کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کی تسبیح بیان کرو۔

❁ اب یہ ذکر کس طرح کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (اعراف۔205)

ترجمہ: اور صبح و شام ذکر کرو اپنے ربّ کا، دِل میں، سانسوں کے ذریعہ، بغیر آواز نکالے خُفیہ طریقے سے، عاجزی کے ساتھ اور غافلین میں سے مت بنو۔

❁ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ (اعراف 55)

ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر کرو خُفیہ طریقے سے اور عاجزی سے، بے شک حد سے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

ذکرِ خفی سے غافل اور اس کا علم نہ رکھنے والے انسان کی پیروی اور اتباع سے منع کیا گیا ہے۔

❁ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (الکہف۔28)

ترجمہ: ’’(اے محبوب ﷺ) آپ ان لوگوں کے ساتھ رہا کریں جو رات دن اپنے ربّ کی بارگاہ میں دیدارِ الٰہی کی خاطر التجا کرتے رہتے ہیں۔ اُن کو چھوڑ کر آپ ﷺ کی آنکھیں زینتِ دنیا کی تلاش میں نہ پھرا کریں اور اس کا کہا ہرگز نہ مانیں جس کے دِل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے وہ تو خواہشاتِ نفس کا غلام ہے اور اس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔‘‘

حاصل کلام یہ ہے کہ مقصدِ حیات یعنی معرفتِ حق تعالیٰ کے لیے، روح کی ترقی و بالیدگی کے لیے، قلبِ سلیم، اطمینانِ قلب کے لیے، اپنے اندر نورِ بصیرت کی تکمیل کے لیے، رضائے الٰہی اور معراج کے لیے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طلب کرنا اور پھر اس کا ذکر اور تصور کرنا ہر مومن اور مسلمان کے لیے لازم ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی منزل۔ جب انسان ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اعراض کرتا ہے تو اس کے وجود پر نفس اور شیطان قبضہ جما لیتے ہیں اور دل و دماغ کو اپنے قبضے اور تصرف میں لے لیتے ہیں اور سارے وجود پر اس طرح چھا جاتے ہیں جس طرح

www.sultan-ul-faqr-publications.com

''اکاس بیل'' (عشق پیچہ کی بیل) پورے درخت کو گھیر لیتی ہے اس طرح انسان کے رگ و ریشے اور نس نس میں شیطان دھنس جاتا ہے اور اسے حق نظر نہیں آتا کیونکہ اس کی باطنی روزی (روح کی غذا) تنگ ہو جاتی ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ '' وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى '' (سورۃ طٰہٰ۔124)

ترجمہ: جس شخص نے میرے ذکر سے اعراض کیا پس اس کی (باطنی یعنی روح کی) روزی تنگ کر دی جاتی ہے اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔

یعنی جسے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوتی وہ روحانی طور پر اندھا رہتا ہے اسی لیے قیامت کے دن بھی اسے اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوگی اور اسے اندھا کر کے اُٹھایا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَمَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل۔72)

ترجمہ: اور جو اس دنیا میں اندھا ہے آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق محض اس غرض سے کی کہ اُس کی پہچان ہو، اس کے جلال و جمال کے جلوے آشکار ہوں اور اس کے حسن و جمال پر مر مٹنے والا کوئی عاشق ہو۔ سو انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت اللہ کی معرفت اور پہچان ٹھہری۔ کسی چیز کی پہچان کا سب سے اعلیٰ اور عمدہ ذریعہ آنکھ اور بصارت ہے اور ''دیکھنے'' سے کسی بھی چیز کی پوری پوری پہچان ہو جایا کرتی ہے۔ دیگر حواس اور اعضا شناخت کے کمزور اور ناقص آلے ہیں اس لیے آنکھ سے کیا جانے والا تصور اور سانسوں سے کیا جانے والا ذکر سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ صرف یہی ذریعہ معرفت اور وسیلہ دیدارِ پروردگار ہے۔ تصور سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو اپنے دل پر نقش کرنے سے یہ انسان کی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

باطنی شخصیت (روح) پر اثر انداز ہو کر اسے زندہ اور بیدار کرتا ہے اور اس طرح تصور اور ذکر اپنے ''حقیقی مقام'' (روح) پر مرکوز ہوتا ہے۔ دوسرے طریقوں پر ذکر کرنے سے ذاکر اپنے اصلی مقصد اور حقیقی غرض سے بہت دور رہتا ہے۔ گویا ذکر کا اصل مقصد ''باطنی آنکھ'' (روح) کو بیدار کرنا ہے اور جب سالک کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے تو اسے ''نورِ بصیرت'' حاصل ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوے اور مشاہدے میں محو ہو جاتا ہے۔

ذکر اور تصور کیا ہے؟

www.sultan-ul-faqr-publications.com

تصور کے لغوی معنی خیال، دھیان، تفکر اور مراقبہ کے ہیں۔ ذکر اور تصور کا باہمی رشتہ ایک تانے بانے کی مانند ہے اور ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا دل ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے، کسی نہ کسی چیز کے خیال میں محو رہتا ہے، ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔ یہ ذکر کی قسم ہے اور جن چیزوں کے متعلق ہمارا دل سوچتا ہے ان کی شکلیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ اگر بیوی بچوں کے متعلق سوچتا ہے تو وہ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور گھر کے بارے میں سوچتا ہے تو گھر سامنے آجاتا ہے اسے ''تصور'' کہتے ہیں۔ ذکر و تصور کا یہ سلسلہ مسلسل اور لگاتار جاری رہتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا، دنیا کے لوگوں اور دنیا کی اشیا سے ہماری محبت اور رشتہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہی تعلق اور لگاؤ ذکر اور تصور ہے۔ صوفیا کرامؒ ذکر اور تصور کے اس دنیاوی رُخ کو روحانی رُخ کی طرف موڑ کر واصل باللہ ہونے کا طریقہ ذکر اور تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی صورت میں بتاتے ہیں۔ سورۃ مزمل کی اس آیت وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ○ (ترجمہ: اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اور پانی کی بہتات سے پژمردہ (مرجھائی، سوکھی ہوئی) فصل پانی ہی سے ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح ذکر کو ذکر اور تصور کو تصور کاٹتا ہے۔ ضرورت صرف ذکر اور تصور کے رُخ کو بدلنے کی

ہے۔ اگر ہم دنیا اور اس کی فانی اشیا اور اشکال کی بجائے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذِکر اور تصور کریں تو ہمارا اس دنیا اور اس کی اشیا سے لگاؤ اور محبت ٹوٹ کر اللہ سے عشق و محبت پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کے قلب میں پوشیدہ امانتِ حق تعالیٰ ظاہر ہو جاتی ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے

عاملین، عابدین اور زاہدین نے ہر دور میں اسمِ اعظم کی تلاش کی لیکن سوائے چند عارفین کے اسمِ اعظم نہ پا سکے یعنی اس کی کنہہ تک نہ پہنچ سکے۔ بے شک انہوں نے ذِکرِ اَللّٰہُ سے مراتب اور درجات تک رسائی حاصل کر لی لیکن دریائے وحدت میں غوطہ زن ہونے اور وصالِ الٰہی سے محروم رہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

- سُن! علما کو قرآنِ مجید میں سے اسمِ اعظم اس لیے نہیں ملتا کہ اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم میں ہی قرار پکڑتا ہے۔ اگر کسی کو اسمِ اعظم مل بھی جائے اور وہ اس کا ذکر بھی کرتا رہے تو اس پر تاثیر نہیں کرتا کہ جس کا وجود ہی بے اعظم ہو اس پر اسمِ اعظم کیا اثر کرے گا۔ اسمِ اعظم کے بغیر ذکر جاری نہیں ہوتا اور اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم میں ہی قرار پکڑتا ہے جو یا تو فقیرِ کامل مکمل کے پاس ہوتا ہے یا علمائے عامل کے پاس اور علمائے عامل فقیرِ کامل ہوتے ہیں۔ جو آدمی اسمِ اعظم پر اعتقاد نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ سے بھی اعتقاد اُٹھا لیتا ہے' وہ احمق ہے۔ اسمِ اعظم اُسے نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ مسمّٰی ہو اور جو صاحبِ مسمّٰی ہو جاتا ہے وہی صاحبِ اسمِ اعظم ہوتا ہے اور یہی مرشدِ کامل ہے۔ (عین الفقر)

اسی لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (الانبیاء۔7)

ترجمہ: پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

اس آیت مبارکہ میں ارشاد ہے کہ اگر اسمِ اعظم کے ذکر کے متعلق نہیں جانتے تو اہلِ ذکر یعنی جو اس کا علم رکھتے ہیں اُن سے پُوچھ لو۔

اب ذرا غور کریں تو بات فوراً سمجھ میں آ جائے گی کہ یہاں فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الْعِلْمِ نہیں فرمایا کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو بلکہ فرمایا اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ کیونکہ علم والے خود بھی ٹھوکر کھا سکتے ہیں کیونکہ علم وہ خبر ہے جس کا محل دماغ ہے جبکہ ذکر وہ خبر ہے جس کا محل دِل ہے۔ علم دماغ کی تختی پر لکھا جاتا ہے اور ذکر دِل کی تختی پر مرقوم ہوتا ہے۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر 59 میں ہے ''وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس سے اُس کے بارے میں جو اس کی خبر رکھتا ہے''۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

اسمِ ذات اَللّٰہُ ، لِلّٰہِ ، لَہٗ ، ھُوْ اسمِ اعظم ہیں۔ (عین الفقر)

❁ جسے بھی تقویٰ نصیب ہوا اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے ہوا۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے چار اسم ظاہر ہوتے ہیں اوّل اسمِ اَللّٰہُ جس کا ذکر بہت ہی افضل ہے جب اسمِ اَللّٰہُ سے ''ا'' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ لِلّٰہِ بن جاتا ہے۔ اسمِ لِلّٰہِ کا ذکر فیضِ الٰہی ہے جب اسمِ لِلّٰہِ کا پہلا ''ل'' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ ''لَہٗ'' بن جاتا ہے اسمِ ''لَہٗ'' کا ذکر عطائے الٰہی ہے۔ جب دوسرا ''ل'' بھی جدا کر دیا جائے تو یہ ''ھُوْ'' بن جاتا ہے اور اسمِ ''ھُوْ'' کا ذکر عنایتِ الٰہی ہے چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ''نہیں کوئی معبود سوائے ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کے''۔ (البقرہ 255) اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

(محک الفقر کلاں)

بہت سی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسم اَللّٰہُ ہی اسمِ اعظم ہے۔

❁ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سنا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْ شَهِدْ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ارشاد فرمایا ''خدا کی قسم! تُو نے اللہ تعالیٰ سے اسمِ اعظم کا سوال کیا ہے کہ جب اس سے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس سے دعا کی جاتی ہے تو قبول فرماتا ہے“۔

❁ ایک حدیث میں آیا ہے اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور الٓمّٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (ابن ابی شیبہ وابوداؤد والترمذی)

❁ ایک حدیث میں ہے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا مَالَمْ اَعْلَمْ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ”ان میں اسمِ اعظم ہے“۔ (ابن ماجہ)

❁ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسمِ اعظم هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمُ ہے۔

❁ امام قاضی عیاض نے بعض علما سے نقل فرمایا اسمِ اعظم کلمہ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں ہے۔

❁ امام فخر الدین رازیؒ اور بعض صوفیا کرامؒ نے ”هُوْ“ کو اسمِ اعظم بتایا ہے۔

❁ منصور حلاج نے طواسین میں لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ”هُوْ“ کے محرمِ راز ہیں۔

❁ سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ انسانِ کامل کے باب نمبر 26 میں فرماتے ہیں: حق کی ہویّت وہ غیب ہے جس کا ظہور ممکن نہیں لیکن باعتبار جملہ اسماء وصفات کے اس کے ظہور کی ایک صورت ہو سکتی ہے گویا کہ وہ واحدیت کے باطن کی طرف اشارہ ہے اور میرا یہ قول گویا کسی اسم، وصف، نعت، مرتبہ یا بلا اعتبارِ اسماء وصفات مطلق ذات سے اختصاص نہ پانے کی وجہ سے ہے بلکہ ہویّت، اعلیٰ سبیل الجملہ والانفرادان تمام کی طرف اشارہ ہے اور اس کی شان بطون اور غیوبیت پر آگاہ کرنا ہے۔ اور وہ لفظ هُو سے ماخوذ ہے جو غائب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں باعتبارِ اسماء وصفات کے جن میں اس کی غیوبیت بھی سمجھی جاتی ہے اس کی کنہہ ذات کی طرف اشارہ ہے، اسی قبیل سے میرا یہ قول ہے:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اِنَّ الھُویت غیب ذات الواحد
ومن المحال ظھورھا فی الشاھد
فکانّھا لغت وقد وقعت علی
شأن البطون وما لذا من جاھد

ترجمہ: ہویت ذاتِ واحد کا غیب ہے اور حاضر و شاہد میں اس کا ظہور محال ہے۔ گویا کہ وہ لغت ہے حالانکہ اس کی شان بطون ہے اور اس کا کوئی انکار کرنے والا نہیں ہے۔

جان لو کہ اسمِ اعظم ھُو ہے اور یہ اسم، اسمِ اَللّٰہُ سے اخص ہے اور اسمِ اَللّٰہُ کا سِر ہے۔ جب تک اللہ میں یہ اسم یعنی ہائے ہویت جو اسمِ اَللّٰہُ کے آخر میں ہے، موجود رہتی ہے اس کے معنی کچھ ہوتے ہیں جو حق کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ جب وہ اس سے جدا کی جاتی ہے تو اس کے باقی حروف مفید مطلب نہیں رہتے مثلاً جب الف ہٹا دیا جائے تو باقی لِلّٰہِ رہتا ہے اور وہ بھی فائدہ بخش ہے اور جب لام اوّل بھی ہٹا دیا جائے تو لَہٗ رہ جاتا ہے اور اس میں بھی فائدہ ہے اور جب دوسرا لام بھی ہٹا دیا جائے تو باقی ''ہ'' رہ جاتی ہے اور ھُو بھی اصل میں ہا ءبلا واؤ ہے۔ واؤ من قبیل اشباع اس کے ساتھ لگائی گئی ہے اور استمرار عادی نے ان کو ایک شے بنا دیا ہے۔ پس اسم ھُو سب اسماء سے افضل ہے۔ میں نے ۹۹۷ھ میں بعض اللہ والوں کے ساتھ، خدا ان کے شرف کو زیادہ کرے، مکہ میں ایک مجلس کی۔ پھر اس اسمِ اعظم کے متعلق گفتگو ہوئی جس کی نسبت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سورۃ البقرہ کے آخر اور سورۃ آلِ عمران کے اوّل میں ہے۔ اس اہل اللہ نے کہا کہ وہ کلمہ ھُو ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہر کلام سے مستفاد ہوتا ہے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول اسطرح سے ہے ''سورۃ البقرہ وآلِ عمران'')۔ اس لیے کہ ہاء ان کے قول یعنی لفظ سورۃ البقرہ کا اخیر ہے اور واؤ ان کے قول ''وَ'' سورۃ آلِ عمران کا اوّل ہے۔ اور یہ کلام اگرچہ مقبول ہے لیکن میں اسمِ اعظم کی بو پاتا ہوں اور میں نے اس عارف کا قول اس واسطے نقل کیا ہے کہ اس اسم کے شرف پر تنبیہ ہو اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارتاً جو جہت مذکورہ سے اس پر واقع ہوتی ہے، اس اسم کے جلیل القدر اور اعظم الاسماء ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں: ''ھُو'' عارفین کا سب سے آخری اور اعلیٰ ذکر ہے۔

❁ جمہور علما فرماتے ہیں اسم ''اَللّٰہُ'' اسمِ اعظم ہے۔

❁ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسمِ اَللّٰہُ ذات اسمِ اعظم ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب تو ''اسمِ اَللّٰہُ'' کہے اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

❁ علامہ ابنِ عابدینؒ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ نے اسمِ اَللّٰہُ کو اسمِ اعظم فرمایا ہے۔

❁ بعض علما کرام نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کو اسمِ اعظم کہا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں:

ب بِسْمِ اللّٰہ اِسم اللّٰہ دا ، ایہہ وِی گہناں بھارا ھُو

مفہوم: بِسْمِ اللّٰہ میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' پوشیدہ ہے اور یہ وہ بھاری امانت ہے روزِ ازل جس کو اٹھانے میں انسان کے سوا ہر شے اور مخلوق نے عاجزی ظاہر کر دی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں ''سُن! چاروں کتابیں زبور، توریت، انجیل اور قرآنِ مجید حقیقت میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شرح و تفسیر ہیں۔ تمام پیغمبروں نے پیغمبری اسمِ اَللّٰہُ ذات کی برکت سے پائی، اسی کی برکت سے دشمنوں پر فتح حاصل کی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات عین ذات پاک ہے''۔

(عین الفقر)

مندرجہ بالا تمام احادیث و روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے کیونکہ ہر حدیث و روایت میں اسمِ اَللّٰہُ ذات (اَللّٰہُ ، لِلّٰہ ، لَہٗ ، ھُو) کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسمِ اعظم بغیر نگاہِ کامل کے قرار نہیں پکڑتا۔

❁ علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اسمِ اعظم کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کائنات

www.sultan-ul-faqr-publications.com

میں ہر وقت ایک کامل اکمل ولی موجود ہوتا ہے جس کی ظاہری اور باطنی صورت اسمِ اَللّٰہُ ذات (اسمِ اعظم) ہوتی ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اس ولی کامل سے اسمِ اعظم کی حقیقت نصیب ہوتی ہے۔ (تفسیر روح البیان)

پس یہ ثابت ہوا کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے لیکن یہ اس وقت قرار پکڑتا ہے جب مرشد کامل اکمل تلقین فرماتا ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صحابہ کرامؓ و اولیائے کاملینؒ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: تیرا درد تیرے بیچ ہے اور تو جانتا نہیں تیری دوا بھی تیرے اندر ہے اور تو دیکھتا نہیں اور تو گمان کرتا ہے کہ تو یہی چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر بہت بڑا جہان سمٹا ہوا ہے اور تو وہ روشن کتاب ہے جس کے حرفوں سے پوشیدہ چیز ظاہر ہوتی ہے۔ (مرآۃ العارفین)

- آپ رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ کے متعلق ایک روایت میں فرماتے ہیں: ''پس میں نے اپنے ربّ کو دل میں یقین کی آنکھ سے دیکھا ہے''۔

- آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ''میں اپنے ربّ تعالیٰ کی عبادت اس وقت تک نہیں کرتا جب تک اسے دیکھ نہ لوں''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- میں نے اپنے ربّ کو نورِ ربّ (اسمِ ذات) سے دیکھا۔ (سرّ الاسرار)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان اور اپنے اظہار کے لیے انسانِ کامل کو منتخب

www.sultan-ul-faqr-publications.com

فرمایا۔ پورا قرآنِ مجید (اُم الکتاب) سورۃ فاتحہ میں ہے اور سورۃ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسمِ اَللّٰهُ انسانِ کامل کے دل میں جلوہ گر ہے۔ اس لیے انسانِ کامل تمام صفات و ذات کے لیے مجمل اور مفصّل ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں: ''قلم اور انسان کی روح کے درمیان، لوح اور دِل کے درمیان، عرش اور جسمِ انسان کے درمیان، کرسی اور نفسِ انسان کے درمیان مشابہت ہے ہر ایک اِن میں سے اس کے واسطہ آئینہ ہے۔ پس ہر وہ چیز جو قلم میں مجمل ہے وہی انسان کی روح میں مجمل ہے اور ہر وہ چیز جو لوح میں مفصّل ہے وہی انسان کے دل میں مفصّل ہے اور ہر وہ چیز جو کُرسی میں مفصّل ہے وہی نفسِ انسان میں مفصّل ہے۔ پس انسان (کامل) کتابِ جامع ہے واسطے تمام کتبِ الٰہیہ وکونیہ کے۔ اس لیے وہ مجموعۂ اشیا ہے اجمال وتفصیل میں۔ سو جس نے پہچانا ہے اپنے نفس کو پس اس نے پہچان لیا اپنے ربّ کو۔''

(مرآۃ العارفین: تصنیفِ لطیف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ)

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے کسی خدا رسیدہ سے اُن کا نام پوچھا تو فرمایا ''ھُو''۔ پھر سوال کیا کہ کھاتے پیتے کیا ہیں انہوں نے پھر جواب میں ''ھُو'' عرض کیا۔ جب ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے رہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کیا ''ھُو'' سے مراد اللہ ہے؟ یہ سنتے ہی وہ بزرگ چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب نمبر 30)

پیرانِ پیر دستگیر سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

❁ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جب ایک بار دل سے کہا جائے ''اَللّٰهُ'' پھر دل میں غیر باقی نہ رہے'' اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ''جب کسی کے دل میں اسم اَللّٰهُ ذات آجاتا ہے تو اس سے دو

چیزیں پیدا ہوتی ہیں ایک نار اور دوسری نور، نار سے تمام غیر اللہ تصورات و مادی محبتیں جل جاتی ہیں اور نور سے دل منور آئینہ بن جاتا ہے۔'' (الفتح الربانی)

سیّدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ ملفوظاتِ غوثیہ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ ملک شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچے اور اپنے نفس سے کہا کہ کاش! میں اسم اعظم جانتا ہوتا۔ دفعتاً دو شخص آسمان کی طرف سے اُترے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا تیری خواہش اسم اعظم جان لینے کی ہے دوسرے نے کہا ہاں! اس نے جواب دیا کہ تو ''اَللّٰہُ'' کہہ یہی اسم اعظم ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ اس کو تو میں کہا ہی کرتا ہوں مگر اسم اعظم کی جو خاصیت ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے جواب دیا یہ بات نہیں ہمارا مطلب یہ ہے کہ 'اَللّٰہُ' اس طرح سے کہو کہ دل میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

بُری صفات سے نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ آئینۂ دِل کو ظاہر و باطن میں مصقل توحید (تصور اسم اَللّٰہُ ذات) وعلم و عمل و شدید مجاہدہ سے صاف کیا جائے حتیٰ کہ نورِ توحید (نور اسم اَللّٰہُ ذات) وصفاتِ الٰہیہ سے دل زندہ ہو جائے اور اس میں وطنِ اصلی کی یاد تازہ ہو جائے اور وطنِ حقیقی کی طرف مراجعت کا شوق پیدا ہو۔ (سرالاسرار فصل نمبر 10)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ (جلد اوّل) میں فرماتے ہیں:

''چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو اُس کے اسم (اسم اَللّٰہُ ذات) سے معلوم نہ کیا وہ اُس کا مکلف نہ رہا اور اس کے حکم سے خارج ہو کر منکرین میں شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ثابت قدم رکھا اور انہوں نے اس کے اسم (اسم اَللّٰہُ ذات) کو اپنا امام بنا لیا اور اس کے اور اپنے درمیان تعلق کو مضبوط کر لیا تو وہ ساجدین میں سے ہو گئے۔''

اَللّٰہُ اسمِ ذات ہے جو جمیع اسماء وصفات ہے۔ (فصوص الحکم باب فص ادریسیہ)

- ھُو عارفین کا آخری اور اعلیٰ ذکر ہے۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد دوم، باب پنجم)

سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ

سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:

- حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی سوائے اسماء وصفات کی راہ کے اور کوئی شناخت (پہچان) کی راہ نہیں ہے اس لیے کہ تمام اسماء وصفات اسمِ اَللّٰہُ کی تحت میں ہیں۔ ثابت ہوا کہ اسمِ اَللّٰہُ کے سوا اللہ تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے اسمِ اَللّٰہُ کو انسان کے لیے آئینہ بنایا ہے (تاکہ وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو دیکھے)۔
- اللہ تعالیٰ نے اسمِ اَللّٰہُ کو اُن کمالات کا ہیولیٰ بنایا ہے جو معنی الٰہیہ کی صورتیں ہیں اور جمیع تجلیاتِ الٰہی جو اس کے نفس کے لیے اس کے نفس میں ہوتی ہیں، وہ سب اسمِ اَللّٰہُ کے زیرِ احاطہ ہیں اور اس کے پیچھے بجز ظلمتِ محض کے جو بطون[1] الذات فی الذات کے نام سے موسوم ہے، اور کچھ نہیں ہے اور یہ اسمِ اَللّٰہُ اس ظلمت کا نور ہے جس سے حق اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا ذاکر اپنی ذات سے بے خبر اور اپنے ربّ کے ساتھ واصل ہوتا ہے وہ احکامِ الٰہیہ پر سختی سے کاربند ہوتا ہے اور دل میں اس کے مشاہدہ میں مشغول رہتا ہے حتیٰ کہ مشاہدہ کے انوار وتجلیات اس کی بشری صفات کو جلا کر رکھ دیتے ہیں''۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (بانی سلسلہ نقشبندی)

حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سولہ سال تک لگاتار اسمِ اَللّٰہُ ذات دِل پر نقش کرتے رہے مگر

---

[1] بطون سے مراد عدم ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

کامیاب نہ ہو سکے ایک روز اس کوشش میں اتنے وارفتہ ہوئے کہ جنگل کی طرف نکل گئے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت خضرؑ نے پوچھا ''اے بہاؤالدین! کیا کر رہے ہو؟'' جواب دیا ''دل روشن نہیں ہو رہا اس لیے بے حد پریشان ہوں۔'' انہوں نے جواب دیا ''تصور اسم اَللّٰہُ ذات کیا کرو''، عرض کی ''سولہ سال سے اسی کوشش میں ہوں مگر کامیابی نہیں ہو رہی۔'' حضرت خضرؑ نے فرمایا ''جاؤ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر التجا کرو کام بن جائے گا۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مزارِ غوث الاعظمؓ پر حاضر ہو کر التجا کی۔

یا دستگیرِ عالم دستم مرا بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویندت دستگیر

ترجمہ: ''اے جہان بھر کی دستگیری کرنے والے! میری بھی دستگیری فرمائیں جس شان کے آپؓ دستگیر ہیں''۔

اس پر سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک سے باہر نکال کر اسم اَللّٰہُ ذات کی شکل میں ان کے سامنے کر کے فرمایا:

اے نقشبندِ عالم نقشم را بہ بند
نقشم چناں بہ بند کہ گویندت نقشبند

ترجمہ: ''اے نقشبندِ عالم! میرے والا نقش (اسم اَللّٰہُ ذات) جما اور ایسا جما کہ رہتی دنیا تک لوگ تجھ کو نقشبند کے نام سے یاد کریں۔''

اس کے ساتھ ہی حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ کے دل پر اسم اَللّٰہُ ذات نقش ہو گیا۔

حضرت شیخ فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ایک دفعہ شیخ فقیر اللہ رحمتہ اللہ علیہ اسم اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں مشغول تھے، دیکھا کہ پاس چند فرشتے بیٹھے تسبیح و تقدیس میں محو ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان فرشتوں سے فرمایا ''تھوڑا قریب آجاؤ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اور میرے ذکر میں شریک ہو جاؤ'' تو انہوں نے کہا ''ہم آپؐ کے قریب آنے اور اس ذکر میں شامل ہونے کی طاقت اور استطاعت نہیں رکھتے'' (یعنی ذکرِ اسم اَللّٰہُ ذات صرف انسان کا شرف ہے)۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام خورشید عالم تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد حضرت خواجہ فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ چوبیس سال روہی میں چلّہ کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے خورشید عالم رحمتہ اللہ علیہ پر باطنی مہربانی فرمائی اور ان کے قلب مبارک پر اسم اَللّٰہُ ذات لکھ دیا جس سے آپ رحمتہ اللہ علیہ پر تمام حقائق منکشف ہو گئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس عظیم مہربانی پر اپنے آپ کو غلام فرید (یعنی بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا غلام) کہلوانا شروع کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ننگے پاؤں کوٹ مٹھن شریف سے پاک پتن جایا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ جملہ ''ملفوظاتِ فریدیؒ'' میں مرقوم ہے ''وہ مومن ہر گز نہیں جس کا ایک سانس بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر جائے۔'' آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الف ہکو ہم، بس وے میاں جی
ہور کہانی مول نہ بھانی
الف گدھم دل کھس وے میاں جی
ب تے ت دی گل نہ کائی
الف کیتم بے وس وے میاں جی

ترجمہ: ایک اسم اَللّٰہُ ذات ہی ہمارے لیے کافی ہے ہمیں کسی اور وِرد و وظائف کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ اسم اَللّٰہُ ذات نے ہمارا دل منور کر دیا ہے اور اسم اَللّٰہُ ذات پوری طرح ہمارے اوپر حاوی ہو چکا ہے اور ہمیں حقیقت سے آگاہی حاصل ہو چکی ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

یار فریدا یار سنجانن کیتے

ایہہ نسخہ ہک ٹک اے

ترجمہ: ''یار (اللہ تعالیٰ) کو پہچاننے کے لیے یہ نسخہ (اسم اَللّٰہُ ذات) قیمتی اور مجرب ہے''۔

حضرت سیّد ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے سالک! تجھے اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ اسم تمام اسماء کا سلطان ہے۔ اسکی ابتدا علم اور انتہا نور ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

شیخ احمد بن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ

❁ اسم ''اَللّٰہُ'' سلطان الاوراد اور سلطان الاسماء ہے اور یہ اسم اعظم ہے۔ ذاکر جب اس کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو یہ ذکر اس کے گوشت میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کے انوار و تجلیات ذاکر کے کلیات و جزئیات میں سرایت کر جاتے ہیں۔ یہ ذکر زبان سے دل کی طرف اور دل سے روح کی طرف اور رُوح سے سِرّ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس وقت زبان ساکت و صامت ہو جاتی ہے اور ذاکر کو وِصال اور مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

❁ بندہ اُس وقت ہی مقامِ رضا تک رسائی حاصل کرتا ہے جب وہ سلوک کے ابتدائی تین مراحل کو عبور کرے: 1۔ کہ وہ اسم جلالت (اسم اَللّٰہُ ذات) کے ذکر میں مستغرق ہو۔ یہ تب ممکن ہے جب مرشدِ کامل سے ذکر کی اجازت ہو۔ 2۔ ذاکرین کی صحبت حاصل ہو۔ 3۔ شریعت محمدیہ پر کاربند ہو۔

حضرت امام ابو قشیری رحمۃ اللہ علیہ

''اسمِ اَللّٰہُ'' کا ذکر ولایت کا منشور، وصال کا منارہ، راہِ سلوک پر چلنے کی علامت اور منزل تک پہنچنے کی دلیل ہے۔ ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ تمام خصائلِ حمیدہ جو ذکر کی طرف ہی راجع ہیں، تمام کا منبع ذکرِ اَللّٰہُ ہی ہے۔

حضرت ابنِ قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

''بلاشبہ و ریب چاندی و تانبے کی طرح دل بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس کی صفائی اسمِ ''اَللّٰہُ'' سے ممکن ہے۔ ذکرِ الٰہی دل کو چمکتے ہوئے آئینہ کی مانند کر دیتا ہے''۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

''جہنم میں داخل ہونے کا سبب ذکرِ ''اَللّٰہُ'' سے غفلت ہے اور عذابِ جہنم سے چھٹکارا ذکرِ اَللّٰہُ سے ہی ممکن ہے جب قلب ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل ہوتا ہے تو دنیا اور اس کی خواہشات کی طرف متوجہ ہو کر حرص و ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر ایک طمع سے دوسری طمع کی طرف اور ایک ہوس سے دوسری ہوس کی جانب منتقل ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ تاریکیوں میں گھر جاتا ہے اور جب اس دل پر اللہ کے ذکر اور معرفت کا دروازہ کھلتا ہے تو ان تمام آفات اور مصائب سے چھٹکارا حاصل کر کے اسے ربّ تعالیٰ کی معرفت کا شعور حاصل ہو جاتا ہے''۔ (تفسیر کبیر)

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ایک طویل عرصہ تک علم و فضیلت کے حصول اور چلہ کشی و ریاضت کے بعد جب مرشدِ کامل سے اسمِ اَللّٰہُ ذات ملا تو اس نے تمام تر ترتیب کو یکسر بدل کر رکھ دیا:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سب لکھیا پڑھیا بُھلا رہیاں
ہکو نام سجن دا گا رہیاں
لوں لوں تے ساہواں نال
دل لگڑا بے پرواواں نال

ترجمہ: جب سے ہمیں ذکر اور تصور کے لیے اسم اَللّٰہُ ذات ملا ہے ہم نے تمام علوم کو فراموش کر دیا ہے کیونکہ اب ہمارا ہر سانس اور جسم کا ریشہ ریشہ اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر کر رہا ہے اور ہمارا رشتہ اس بے نیاز ''ذات'' سے قائم ہو چکا ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حضرت بُلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الف اللہ نال دل رتا میرا
مینوں ب دی خبر نہ کائی
ب پڑھیاں مینوں سمجھ نہ آوے
لذت الف دی آئی
بلھیا قول الف دے پورے
جیہڑے دل دی کرن صفائی

ترجمہ: اسم اَللّٰہُ ذات نے ہمارا دل اتنا روشن کر دیا ہے کہ ہمیں دوسرے کسی وظیفہ کی خبر نہیں کیونکہ دوسرے کسی وظیفہ سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا جو اسم اَللّٰہُ ذات پڑھنے سے حاصل ہوا ہے۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ اسم اَللّٰہُ ذات ہی ہے جو دل کو صیقل کر کے اُسے اللہ تعالیٰ کے جلوہ سے منور اور روشن کر دیتا ہے۔ یہ حقیقت کسی اور وظیفہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

کیوں پڑھنا ایں گڈ کتاباں دی
سر چانا ایں پنڈ عذاباں دی

ایہہ پینڈا مشکل بھارا اے

اِک الف پڑھو چھٹکارا اے

ترجمہ: کیوں تم نے کتابوں کے ڈھیر اکٹھے کر کے رکھے ہیں۔ جتنا علم حاصل کرتے جاؤ گے اتنے ہی حجابات بڑھتے جائیں گے اور روزِ جزا علم کے مطابق اپنے عمل کا حساب دینا پڑے گا۔ یہ بڑی مشکل منزل ہے اس سے نجات اور چھٹکارے کا ذریعہ صرف ذکر اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں معرفت وطریقت کی خوب وضاحت فرمائی ہے ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ شدتِ شوق سے بارگاہِ مرشد میں اسم اَللّٰہُ ذات کی طلب میں عرض کرتے ہیں:

نویس ''اَللّٰہ'' بر لوحِ دلِ من

کہ ہم خود را ہم او را فاش بینم

ترجمہ: ''میرے دل کی لوح پر اسم اَللّٰہُ ذات لکھ اور مجھے بھی اور میرے اندر چھپے ہوئے حق تعالیٰ کے بھید کو بھی آشکارا کر دے''۔

نگہ اُلجھی ہوئی ہے رنگ و بُو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید ملے ''اَللّٰہُ ھُو'' میں

میری نوائے شوق سے شور حریم ''ذات'' میں
غلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ ''صفات'' میں

مٹا دیا میرے ساقی نے عالمِ مَن و تُو
پلا کے مجھ کو مئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ''ھُو''

www.sultan-ul-faqr-publications.com

شوق مری لَے میں ہے شوق میرے نَے میں ہے
نغمہ ''اَللّٰہُ ھُو'' میرے رَگ و پے میں ہے

بادہ کش غیر ہیں گلشن میں لبِ جو بیٹھے
سنتے ہیں جام بکف نغمہ کوکو بیٹھے
دُور ہنگامۂ گلزار سے یک سو بیٹھے
تیرے دیوانے بھی ہیں منتظرِ ''ھُو'' بیٹھے

موجودہ دور کے بارے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہن ہنگامہ ہائے آرزو سَرد
کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سَرد
بُتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتشِ ''اَللّٰہُ ھُو'' سَرد

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

گفت آں شعرے کہ آتش اندروست
اصلِ او از گرمیِ ''اَللّٰہُ ھُو'' ست

ترجمہ: (رومی رحمتہ اللہ علیہ) نے مجھ سے کہا کہ وہ شعر جس کے اندر آگ (عشق) ہے اس کی بنیاد ''اَللّٰہُ ھُو'' کی آتشِ عشق ہے۔

می نگنجد آں کہ گفت اَللّٰہُ ھُو
در حدودِ ایں نظامِ چار سُو

ترجمہ: جو ذکرِ ''اَللّٰہُ ھُو'' کرتا ہے وہ زماں و مکان (Time and Space) کی حدود میں نہیں سماتا۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

تا غزالیؒ درس اَللّٰہُ ھُو گرفت
ذکر و فکر از دودمانِ او گرفت

ترجمہ: جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سے ''اَللّٰہُ ھُو'' کی تلقین حاصل کر لی تو وہ کامل ہو گئے یعنی ظاہری علوم کے بعد باطنی علم بھی حاصل کر لیا۔

❁ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ذکر تو ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا ہے۔

آمد از پیراہن او بوئے او
داد مارا نعرہ اَللّٰہُ ھُو

ترجمہ: مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نعرہ (ذکر) اَللّٰہُ ھُو دیا۔

❁ ذکرِ ھُو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا آخری مقام ہے اس کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

منم کہ طوافِ حرم کردہ ام بتے بے کنار
منم کہ پیش بتاں نعرہ ہائے ھُو زدہ ام

ترجمہ: میں وہ ہوں جس نے (خواہشاتِ نفس و دنیا کا) بُت دِل میں رکھ کر کعبہ کا طواف کیا اور میں وہ ہوں جس نے بتوں (ظاہری مذہبی راہنماؤں) کے سامنے ''ھُو'' کا نعرہ لگایا ہے یعنی اندھوں کے سامنے ''ھُو'' کے راز کو کھولا ہے۔

❁ ہر کہ پیمان با ھُو الموجود بست
گردنش از بند ہر معبود رست

ترجمہ: جو ''ھُو'' کے ساتھ 'با' ہو کر ھُو کے ساتھ موجود ہو گیا یعنی ھُو میں فنا ہو کر ھُو ہو گیا وہ زندہ جاوید ہو گیا (یعنی فنا فی ھُو ہو گیا) اور اس کی گردن ہر غلامی سے آزاد ہو گئی۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

فرق است ز آب خضر کہ ظلمات جائے است
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

ترجمہ: آبِ خضر جس کا مقام ظلمات ہے اور ہمارے پانی میں بہت فرق ہے یہاں ہمارے پانی سے مراد اسمِ اَللّٰہُ ہے جس کا منبع خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ آبِ خضر سے بہتر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تُو وہ ذکر کر کہ وہ مالک ظاہر ہو کر آئے۔ ایسا ذکر نہیں جو زبان سے ہو کیونکہ زبانی ذکر عارضی ذکر کے سوا کچھ نہیں مگر ذکرِ ''روحی'' درویشوں کا ہنر ہے''۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

اوّل حمد ثناء الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہر دا

ترجمہ: پہلے حمد و ثناء اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا مالک اور رب العالمین ہے اس کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کا ذکر کرنے والے کو ظاہر و باطن کے کسی میدان میں کبھی شکست نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ کبھی ناکام ہوتا ہے۔

حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال کی طویل ترین ریاضت کے بعد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اسم اَللّٰہُ ذات حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ب بس بھائی بے دس ناہیں، مینوں پیر دی تس بے وس کیتا
اللہ بس سکھایا جناب مینوں، باقی غیر معلوم ہوس کیتا

سرمہ پیر دے پیراں دی خاک پائی، مصحف خاص مزار دا مس کیتا
سلطان بہادر شاہؒ جد اکھ تیز ہوئی، دیدار خدا دا بس کیتا

ترجمہ: ہمارے مرشد کامل اکمل کے عشق نے ہمیں اپنے بس میں کر لیا ہے کیونکہ ہمارے مرشد نے ہمیں اسمِ اَللّٰہُ ذات تلقین کیا ہے اور غیر اللہ کو ہمارے دل سے نکال دیا ہے۔ جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور سے ہمیں نورِ بصیرت حاصل ہوا تو تب ہمیں دیدارِ الٰہی نصیب ہوا۔ یہ حاصل کر کے ہم نے مرشد کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنایا اور اپنے آپ کو اس کی غلامی میں دے دیا۔

سلطان الفقر ششم

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

- اسمِ اَللّٰہُ ذات (اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) اسمِ اعظم ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب حاصل ہوتا ہے یہ وہ نُور ہے جو سالک (طالب) کو مالک (اللہ) تک لے جاتا ہے۔ جس دل کے اندر یہ نقش ہو کر قرار پا گیا اس کے سامنے کائنات کا کوئی راز باقی نہ رہا اور وہ محرمِ راز ہو گیا۔ بشرطیکہ یہ ''اسمِ اعظم'' طالب کو کسی مردِ کامل سے حاصل ہوا ہو۔
- تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تمام باطنی علوم کا منبع ہے اس کے ذکر اور تصور سے باطن میں سب سے اعلیٰ مراتب یا مقام (دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے ذکر، فکر اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی خواہ ساری زندگی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے اور کمر کبڑی ہو جائے۔
- انسان کو اپنی ذات کی پہچان صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے حاصل ہوتی ہے کوئی دوسرا ذکر، فکر یا عبادت انسان کے باطن کے بند دروازے کے قفل کو نہیں کھول سکتی۔
- اسمِ ذات ''ھُو'' سلطان الاذکار ہے جو ھُو میں فنا ہو کر ھُو ہو گیا وہی سلطان ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات دل کی کنجی ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دل کے آئینہ سے زنگ اُتر جاتا ہے اور وہ روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور دِل کو پاک کر دیتا ہے اور اس کی تاثیر پورے جسم میں اس طرح اثر کرتی ہے کہ جیسے گولی پیٹ میں جاتی ہے اور جسم کے کسی بھی حصہ میں ہونے والی تکلیف کو سکون پہنچاتا ہے اسی طرح ٹیکہ بازو میں لگتا ہے جبکہ زخم اگر پاؤں پر ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جب انسان اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دل میں ذکر کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے تو پہلے دل اور پھر پورا جسم اس کی تاثیر سے پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے یہ اس وقت اثر کرتا ہے جب یہ کسی صاحبِ راز مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوا ہو۔

❁ جس نے ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنی سانسوں کو اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنے قلب (باطن) کو زندہ نہ کیا وہ دنیا سے بے مراد گیا۔

❁ جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے کسی صاحبِ مسمّٰی سروری قادری مرشد کامل اکمل کی تلاش کرے اور پھر اس سے ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات طلب کرے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو چالیس کُتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہر تصنیف اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شرح و تفسیر ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے اسرار و رموز کو کھول کر جتنا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں بیان فرمایا ہے اس سے پہلے کوئی بھی ایسا نہ کر سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

www.sultan-ul-faqr-publications.com

خیال خواندن چندیں کتب چراست ترا
الف بس است اگر فہم ایں اداست ترا

ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے اگر تُو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لیے علم الف (اسمِ اَللّٰہُ ذات) ہی کافی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

اسم اَللّٰہُ راہبر است در ہر مقام
از اسم اَللّٰہُ یافتند فقرش تمام

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبانِ مولیٰ کی ہر مقام پر راہنمائی کرتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ہی وہ کامل فقر کے مراتب پر پہنچتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

اسم اَللّٰہُ ذوق بخشد باوصال
بے زبانے سخن گوید قیل و قال

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ کے تصور سے صاحبِ تصور کو ذوقِ الٰہی نصیب ہوتا ہے جس سے وہ ہر وقت وصالِ حق میں مسرور رہ کر ذاتِ حق سے بے زبان گفتگو کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

آں روز یاد کن کہ یارے تُو کس نہ باشد
جز عمل و ایمان دیگرے ہمراہِ تُو کس نہ باشد
باھُوؒ بہ ازیں نہ باشد یک بار گفتن اَللّٰہُ
اَللّٰہُ بس ترا شد خطے کش بر سوی اللہ

ترجمہ: اس دن کو یاد کر جب تیرا کوئی دوست (یار) نہیں ہوگا اور عمل و ایمان کے سوا تیرے ساتھ کوئی نہیں جائے گا۔ اے باھُوؒ! اس سے بہتر کوئی عمل نہیں کہ اسمِ اَللّٰہُ تیرے لیے کافی ہے اسمِ اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز پر خطِ تنسیخ کھینچ دے (یعنی اسمِ اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز کو ترک کر دے)۔ (محک الفقر کلاں)

اسم اَللّٰہُ بس گرانست بس عظیم
ایں حقیقت یافتہ نبیؐ کریم

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ترجمہ: اسم اَللّٰہُ ذات نہایت بھاری وعظیم امانت ہے اس کی حقیقت (کنہہ) کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسمِ اَللّٰہُ ہمچو در دِل آفتاب
ظلمت از انوارِ او گردد خراب
نامِ اَللّٰہُ گشت آسان بر زبان
کنہہ اَللّٰہُ مشکل است سِرّ نہاں

ترجمہ: جب دل میں اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے نور سے دل کی ساری ظلمت مٹ جاتی ہے محض زبان سے اسم ''اَللّٰہُ'' کا ذکر کر لینا بہت آسان ہے مگر اسمِ اَللّٰہُ کے سِرّ نہانی تک پہنچنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات عین ''اللہ'' کی ذات ہے۔ (عین الفقر)

اس کو طواسین میں منصور حلاج نے یوں بیان کیا ہے ''جو یہ کہتا ہے کہ میں نے اس (اللہ تعالیٰ) کو اسم (اسم ذات) سے پہچانا ہے تو یاد رکھ ''اسم'' ''مسمّٰی'' سے علیحدہ نہیں ہے کیونکہ وہ مخلوق نہیں ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے جب بھی کوئی عبادت فرض کی تو اس کی ایک معلوم حد متعین کر دی لیکن اس ذکر کی کوئی حد نہیں یعنی کھڑے، بیٹھے، لیٹے، دِن، رات، خشکی وتری، سفر وحضر، غنا وفقر، صحت و بیماری، پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر اللہ کے نام کا ذکر ضروری ہے۔

تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی شان میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ سن! توریت، زبور، انجیل اور اُم الکتب یعنی فرقان یہ چاروں کتابیں محض اسم ''اَللّٰہُ'' کی شرح ہیں۔ اسم اَللّٰہُ کیا چیز ہے؟ اسمِ اَللّٰہُ عین ذات ہے جو بے چون و بے چگون اور بے شبہ و بے نمون ہے اور جس کی شان میں آیا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ جو شخص اسم اَللّٰہُ ذات کو

www.sultan-ul-faqr-publications.com

پڑھ کر اس کا حافظ ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسم اَللّٰہُ ذات کے پڑھنے اور اس کے ذکر سے وہ علمِ لدنّی کھلتا ہے کہ جس کی نشاندہی اس فرمانِ حق تعالیٰ میں کی گئی ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (ترجمہ: اور آدم علیہ السلام کو کُل اسماء کا علم سکھا دیا گیا) فرمانِ حق تعالیٰ ہے: مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (ترجمہ: جس چیز پر اسمِ اَللّٰہُ نہ پڑھا جائے وہ چیز ناپاک ہے)۔ یاد رکھ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گزر کر حضورِ پروردگار میں قاب قوسین کے مقام پر پہنچنا اور اللہ تعالیٰ سے بلاحجاب کلام کرنا محض اسمِ اَللّٰہُ کی برکت سے ہوا کہ اسم اَللّٰہُ دونوں جہان کی چابی ہے۔ ساتوں طبقاتِ زمین اور ساتوں طبقاتِ آسمان جو بلاستون ایستادہ ہیں تو یہ محض اسمِ اَللّٰہُ ہی کی برکت ہے۔ جو پیغمبر بھی مرتبہ پیغمبری پر پہنچا اور کفار پر فتح حاصل کر کے ان کے شر سے مامون ہوا تو یہ بھی محض اسم اَللّٰہُ ہی کی برکت تھی کہ ان کا نعرہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا ''اللہ ہی ہمارا معین و مددگار ہے۔'' بندے اور مولیٰ کے درمیان رابطے کا وسیلہ یہی اسم اَللّٰہُ ہی تو ہے۔ تمام اولیاء اللہ، غوث وقطب، اہل اللہ وذکر، فکر، الہام مذکور، غرقِ توحید، مراقبہ وکشف وکرامات اور علم لدنّی کے جتنے بھی مراتب نصیب ہوتے ہیں اسم اَللّٰہُ ہی کی برکت سے ہوتے ہیں کہ اسم اَللّٰہُ سے وہ علمِ لدنّی کھلتا ہے کہ جس کے پڑھ لینے کے بعد کسی اور علم کے پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

ہر کرا باسمِ اَللّٰہُ شد قرار
ہر چہ باشد غیر اللہ زان فرار

ترجمہ: جس نے اسم اَللّٰہُ کے ساتھ قرار پکڑا وہ غیر اللہ کے ہر تعلق سے نجات پا گیا۔ (عین الفقر)

❁ سُن! اسمائے صفات کے ذکر سے استدراج پیدا ہوتا ہے لیکن اسم اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں تفاوت وتجاوزِ استدراج ہرگز نہیں ہے کہ اسم اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ کے چار حروف ہیں۔ ''ا، ل، ل، ہ''۔ جب اسم اَللّٰہُ سے الف جدا کیا جائے تو یہ اسم لِلّٰہ رہ جاتا ہے۔ جب الف کے بعد پہلا ''ل'' بھی جدا ہو جائے تو یہ اسم ''لَہٗ'' رہ جاتا ہے اور جب دوسرا ''ل'' بھی جدا ہو جائے تو یہ ''ھُو'' رہ

جاتا ہے اور یہ چاروں اسمائے اعظم '' اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُوْ'' اسمِ اَللّٰہُ ذات ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُو فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ۔257، ترجمہ: ''اللہ'' (اسمِ اَللّٰہُ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نورِ توحید میں لے آتا ہے)۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا (المزمل۔9، ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے ''ھُو'' کے، پس اسی کو ہی اپنا وکیل بناؤ)۔ قرآنِ مجید میں چار ہزار مرتبہ اسمِ ''اَللّٰہُ'' آیا ہے جس کی برکت سے سارا قرآن ہی اسمِ ''اَللّٰہُ'' ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو اسمِ ''اَللّٰہُ'' اور اسم ''محمدؐ'' کی راہ جانتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا اور طالبِ صادق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس اور پاک ذات کے علاوہ اور کوئی طلب نہیں رکھتا۔

اسمِ اَللّٰہُ جاوداں ماند   دادہ خود سپہر بستاند

ترجمہ: ''آسمان اُس کا اپنا بنایا ہوا ہے وہ اسے سمیٹ لے گا لیکن اسمِ ''اَللّٰہُ'' ہمیشہ قائم رہے گا۔''

(عین الفقر)

- وہ کون سا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے طالب ایک ہی دم میں بغیر کسی ریاضت و مجاہدہ کے اپنے نفس سے جدا ہو جائے۔ وہ علم ''تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات'' ہے کہ جس سے طالب مولیٰ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر نفس کی حقیقت جان لیتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- ''تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ذریعے طالبِ اللہ لاھوت لامکان میں ساکن ہو کر مشاہدۂ انوارِ دیدارِ ذات کھلی آنکھوں سے کرتا ہے اور ہر دو جہان کی آرزوؤں سے بیزار ہو جاتا ہے۔

(نور الہدیٰ کلاں)

آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک کو پانے کا راستہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور میں ہی بتاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- جملہ قرآنی علوم نص و حدیث اور تمام علوم جو لوحِ محفوظ اور عرش و کرسی پر لکھے ہوئے ہیں،

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ماہ سے ماہی تک ساری مملکتِ خداوندی کے غیبی علوم اور اللہ تعالیٰ کے سارے بھید اور توریت، زبور، انجیل وقرآن کے جتنے علوم ہیں اور تمام حکم احکام اور ظاہری و باطنی، نفسی، قلبی، روحی، سرّی امور اور جو حکمتیں تمام عالمِ مخلوقات کے درمیان جاری ہیں سب کے سب اسی ''تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات'' کی طے میں موجود ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ کل سلک سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ طالبِ مولیٰ ایسے مرتبے کو پہنچ جائے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جس وقت چاہے حضرت محمد ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو اور جس وقت چاہے جملہ انبیا و اولیا سے ملاقات کرے اور ان کا ہم مجلس ہو جائے۔ یہ توفیق صرف تصور اسم اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ''تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات'' سے دل میں انوارِ دیدار پیدا ہوتے ہیں جب کہ ذکر فکر، وِرد ووظائف سے رجوعاتِ خلق پیدا ہوتی ہے جس سے نفس موٹا اور مغرور ہو جاتا ہے اور وسوسہ و واہمات وخیالات متشکل ہو کر متجلی ہوتے ہیں اور احمق اسے حضورِ وصال سمجھتا ہے۔ خبردار! '' کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ'' (برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے) اپنے وجود میں قیاس کر لے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ حشر کے روز آدمیوں کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہوگا تو جس شخص کے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش ہوگا یا جس شخص نے صرف ایک ہی مرتبہ صدقِ دل سے اسم اَللّٰہُ ذات کا تصور کیا ہوگا، اگر اس کے گناہ آسمان و زمین کے برابر بھی ہوں گے تو ایک طرف کے پلڑا میں اس کے گناہ رکھ دیئے جائیں گے اور دوسری طرف کے پلڑا میں اسم اَللّٰہُ ذات رکھ دیا جائے گا تو اسم اَللّٰہُ ذات والا پلڑا بھاری ہوگا اور فرشتے تعجب سے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے ''یا اللہ! اس نے ایسی کونسی نیکی کی ہے جس کے بدلے میں اس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہے؟'' ارشاد ہوگا ''یہ شخص ہمیشہ میری طلب میں رہتا تھا اور میرے ذاتی نام یعنی اسم اَللّٰہُ ذات میں مشغول رہتا تھا۔ اے فرشتو! تم اہل

حجاب ہو اور اس کے شغل کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو۔ یہ بندہ میرا طالب ہے یہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ تم اس راز سے بیگانہ ہو' ۔ اللہ بس ما سوئی اللہ ہوس۔

(عین الفقر)

۞ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، مال، تلاوتِ قرآنِ مجید اور ہر قسم کی دیگر عبادات کرتا رہے یا عالم بن کر اہلِ فضیلت بن گیا ہو لیکن اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیگانہ رہا اور ان دونوں اسماءِ پاک سے شغل نہیں کیا تو اس کی ساری عمر کی عبادت برباد و ضائع ہوگئی۔ (عین الفقر)

۞ فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی بے ریا عبادت سے افضل اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں ایک سانس لینا ایک ہزار مسائلِ فقہ سیکھنے سے افضل ہے۔ (عین الفقر)

ایسا اس لیے ہے کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نفسِ امارہ قتل ہو جاتا ہے اور دل زندہ ہو جاتا ہے جس سے حضوریٔ قلب (دل کی توجہ) حاصل ہوتی ہے۔ جسے حضوریٔ قلب حاصل ہو اس کی ہر عبادت مقبول ہوتی ہے اور جسے حضوریٔ قلب حاصل نہ ہو اس کی ہر عبادت ریا کا درجہ رکھتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

۞ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ترجمہ: ''حضوریٔ دل کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔''

جس دل کے اندر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نوری نقش قائم ہو جائے وہ دِل قلبِ سلیم کہلاتا ہے اور قلبِ سلیم ہی قیامت کے روز کام آئے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

ترجمہ: ''قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد کام آئے گی بلکہ وہاں کامیابی اس کی ہوگی جس نے قلبِ سلیم پیش کیا۔'' (سورۃ الشعراء۔ 88,89)

۞ جب فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات میں مشغول ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ کاش میں زمین ہوتا اور یہ بندہ مجھ پر بیٹھ کر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کرتا اور زمین کہتی ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہ میں ذکرِ اَللّٰہُ سے حلاوت پا رہی ہوں۔ جب زندہ دل ذاکر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کرتا ہے تو

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اس کا ہر رگ و ریشہ، گوشت پوست، مغز و قلب و رُوح و سِرّ غرضیکہ تمام اعضائے جسم ذکرِ اَللّٰہُ سے گویا ہو جاتے ہیں اور ربوبیتِ حق تعالیٰ سے جواب آتا ہے لَبَّیْكَ عَبْدِیْ (میرے بندے میں حاضر ہوں) یہ سُن کر فرشتے رشک سے کہتے ہیں ''ہم تمام عمر تسبیح و سجود و رکوع میں گزار رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے کبھی بھی لَبَّیْكَ عَبْدِیْ نہیں فرمایا۔ کاش کہ ہم بھی بندے ہوتے۔'' اے بندے! خود کو پہچان کہ تو خاص ہے۔ اس لیے خاص بن۔ (عین الفقر)

❁ فقیر کے مغز و پوست میں اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور یہ ذکر اس کی ہڈیوں میں، اس کی آنکھوں میں اور اس کے چمڑے میں بھی جاری ہو جاتا ہے۔ پس قلبی ذاکر کا تمام بدن اسم اَللّٰہُ ذات بن جاتا ہے اور اس میں اسم اَللّٰہُ ذات جاری ہو جاتا ہے۔......... ایسے فقیر کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ بن جاتا ہے۔ (محبت الاسرار)

❁ جو فقیر اسم اَللّٰہُ ذات کی طے میں فنافی اللہ بقاباللہ کے مراتب تک پہنچ جاتا ہے اسے قُربِ الٰہی سے علم کی وحی اور الہام کے مرسل قدرتِ الٰہی سے ہزار ہا بلکہ بے شمار پیغام پہنچاتے ہیں اور اس پر علم لدنّی اور وارداتِ غیبی وارد ہوتی ہیں۔ عارف باللہ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ ایک ہی دم میں ہزاروں بلکہ لاکھوں مقامات طے کر جاتا ہے۔ (قربِ دیدار)

''تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات'' ہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چل کر پاکیزہ لوگ انعام یافتہ کہلائے کیونکہ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہی سے انسان کا سینہ اسلام کی روشنی سے صحیح طور پر منور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جس نے ذکر اور تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے روگردانی کی وہ نفسِ امارہ اور شیطان کے پھندوں میں پھنس گیا اور آخر کار گمراہ ہوا۔ دراصل نفس کا مرنا ہی دل کی حیات ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جان لے کہ بعض بزرگ بارہ سال یا چالیس سال تک ریاضت کرتے کرتے لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو گئے، عرش پر پہنچ گئے اور پھر عرش سے بھی آگے ہزاراں ہزار مقامات کی طیر سیر کر گزرے، مقاماتِ غوثیت و قطبیت پر فائز ہو گئے، طالب مرید بنا لیے، صاحبِ عزّ و جاہ ہو کر

www.sultan-ul-faqr-publications.com

نام و ناموس کما گئے' صاحبِ کشف و کرامات ہو کر جنونیات و موکلات کو اپنے زیرِ فرمان کر گئے اور اسی کو ہی معرفتِ الٰہی سمجھ بیٹھے۔ بعض بزرگ ذکرِ قلب میں مشغول ہوئے اور اس کے نتیجے میں صاحبِ الہام ہو گئے اور لوحِ ضمیر کا مطالعہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی کو ہی معرفتِ توحید کی انتہا سمجھ بیٹھے۔ بعض بزرگ ذکرِ روح میں مشغول ہوئے اور دماغ سِرّ میں انوار و تجلیاتِ رُوح کے مشاہدہ میں غرق ہو گئے اور اسی کو معرفتِ توحید سمجھ بیٹھے۔ یہ تمام مراتب مخلوق ہیں جن کا تعلق درجات سے ہے اور اہلِ درجات اہلِ تقلید ہیں جو فقرِ محمدی ﷺ سے بعید اور معرفتِ توحیدِ الٰہی سے بہت دُور ہیں۔ الغرض ان میں سے نہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی ابتدا کو دیکھا اور نہ کوئی اس کی انتہا کو پہنچا۔ سو معرفت کیا چیز ہے؟ توحید کسے کہتے ہیں اور مشاہدۂ قربِ حضوری کیا چیز ہے؟ سُن! سلک سلوک معرفتِ توحیدِ الٰہی اور مشاہدۂ قربِ حضوری یہ ہے کہ جب طالبِ اللہ اسم اَللّٰہُ ذات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا تصور کرتا ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور کلمہ طیبہ کے ہر ایک حرف سے تجلّیٔ نور پیدا ہوتی ہے جو طالبِ اللہ کو لامکان میں مجلسِ محمدی ﷺ میں پہنچا دیتی ہے کہ لامکان ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدِنظر رہتا ہے جہاں دریائے وحدانیت میں گوناں گوں قسم کی موجیں وحدہٗ وحدہٗ کے نعرے بلند کرتی رہتی ہیں جو شخص دریائے توحید کے کنارے پر پہنچ کر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ کر اپنے دستِ مبارک سے دریائے وحدت میں غوطہ دے دیتے ہیں وہ غواصِ توحید ہو جاتے ہیں اور مرتبہ فنا فی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ دریائے توحید میں غوطے کھانے سے بعض طالب تو سالک مجذوب بن جاتے ہیں اور بعض مجذوب سالک اہلِ توحیدِ ذات ہو جاتے ہیں، اہلِ درجات' مراتبِ ذات سے محجوب رہتے ہیں۔ جو شخص لامکان میں پہنچ کر دریائے توحید کے نور کا مشاہدہ کر لیتا ہے' اس کو بیان نہیں کر سکتا کہ لامکان غیر مخلوق ہے اور اس کی مثال نہیں دی جا سکتی کیونکہ وہاں نہ تو دنیا کی بوئے گندگی کا گزر ہے اور نہ ہی ہوائے نفس کی گنجائش ہے' وہاں تو ہر وقت استغراقِ بندگی ہے۔ لامکان میں شیطان کے داخلے کا امکان ہی نہیں الغرض لامکان کے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اندر فرمانِ الٰہی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ 115۔ترجمہ: پس تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا) کے مصداق تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے نورِ توحید ہی نظر آئے گا۔ معرفتِ توحید اور قربِ حضوری کے یہ مراتب صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور شریعت وکلمہ طیب ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔توحیدلامکان کی یہ راہ تحقیق کی راہ ہے' جو اس میں شک کرے وہ زندیق ہے۔(شمس العارفین)

❁ واضح رہے کہ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی مشق سے دنیا وآخرت کی زندگی سے نجات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کرنے والے کا وجود ظاہر و باطن میں نص وحدیث کے موافق ہوجاتا ہے۔اس کی زبان اللہ کی تلوار بن جاتی ہے اور وہ اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ کے مصداق اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کرنے والا ذاکر اللہ تعالیٰ کا خزانہ اور اس کا بھید ہوتا ہے کیونکہ وہ شرک' کفر' بدعت اور حرص وہوا سے فارغ ہوتا ہے۔اس کی آنکھ حق بین ہوتی ہے۔وہ اہلِ دنیا باطل و بے دین سے بیزار ہوتا ہے۔اس کا سینہ علمِ معرفت وتوحید سے پُر ہوتا ہے۔وہ بے ریا و بے تقلید ہوتا ہے۔اس کا ہاتھ سخی ہوتا ہے۔اس کا قدم شریعت کی سیدھی راہ پر ہوتا ہے۔وہ امر بالمعروف پر کمربستہ رہتا ہے اور نفس سے جہاد کرتا ہے۔اس کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔اس کے وجود میں تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جو کچھ دیکھتا ہے حضورِ قلب سے دیکھتا ہے اس کے تمام اعضا تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔اسم اَللّٰہُ ذات میں نور ہی نور ہے۔اس کا وجود مغفور ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے نفس پر غالب اور قلندر صفت ہوتا ہے۔(کلید التوحید کلاں)

❁ ذکر وتصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے قلب' روح اور سِرّ ایک ہوجاتے ہیں تو باطنی وجود میں سے بُری خصلتیں نکل جاتی ہیں۔ظاہری حواسِ خمسہ بند ہوجاتے ہیں اور باطنی حواس کُھل جاتے ہیں۔ بعدازاں ''وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ'' (الحجر 29۔ترجمہ: اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) کا علم حاصل ہوجاتا ہے۔پہلے پہل جب آدم علیہ السلام کے وجود میں روح داخل ہوئی اور داخل

ہوتے ہی اس نے ''اللہ تعالیٰ'' کا نام لیا تو بندہ اور پروردگار کے درمیان کوئی پردہ نہ رہا۔

(کلید التوحید کلاں)

❁ تصور اسم اَللّٰہُ ذات کے بغیر دل سے خطرات' خناس اور شیطان دفع نہیں ہوتے خواہ ساری عمر ہی عربی کا معلم بنا رہے اور فقہ کے مسائل پڑھتا رہے۔ خواہ ساری عمر عبادت و وظائف میں صَرف کردے۔ خواہ کثرتِ ریاضت سے اس کی پیٹھ کُبڑی ہو جائے اور وجود بال کی طرح باریک ہو جائے لیکن دل اسی طرح تاریک رہتا ہے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا خواہ اپنا سَر ریاضت کے پتھر سے ٹکراتا رہے۔ (شمس العارفین)

معلوم ہوا کہ ذکر اور تصور اسم اَللّٰہُ ذات ہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس سے ہٹانے کے لیے شیطان نے قسم کھا رکھی ہے اور ذکر اسم اَللّٰہُ ذات سے روکنے کے لیے وہ ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ جملہ تعلیماتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اور تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات تمام اعمالِ صالحہ کا مرکز و محور ہے اور تمام اعمالِ صالحہ کا خلاصہ اور مغز ہے۔ ذکر اور تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے ذاکر کے اوصافِ ذمیمہ' اوصافِ حمیدہ میں بدل جاتے ہیں۔ اس کا اخلاق پاکیزہ ہو جاتا ہے اور وہ صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب و وِصال اور مشاہدۂ حق کے قابل ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے انوار میں جذب کر کے باطن میں اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ اس طرح وہ واصل باللہ، فنافی اللہ اور بقاباللہ کا مرتبہ پا جاتا ہے۔

❁ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی مشق کرنے والا معشوق بے مشقت اور محبوب بے محنت ہوتا ہے۔ اسے عمدہ مراتب نصیب ہوتے ہیں اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے وہ تمام دِلوں کا پیارا ہو جاتا ہے۔ اسم اَللّٰہُ ذات کے تصور اور تصرف سے طالب اللہ مخلوقِ خدا کے لیے فیض بخش ہوتا ہے۔

(کلید التوحید کلاں)

❁ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کے بغیر دل سے سیاہی و کدورت و زنگار اور خطراتِ شرک و کُفر کی نجاست دُور نہیں ہوتی۔ (شمس العارفین)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ مشق تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے دل اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ بارانِ رحمت سے خشک گھاس اور خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات صاحبِ تصور کے لیے زندگی بھر شیطان اور اس کے چیلوں کے شر سے محفوظ پناہ گاہ بن جاتا ہے۔ (شمس العارفین)

❁ اعمالِ ظاہر سے دل ہرگز پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی دل سے نفاق جاتا ہے جب تک کہ دل کو مشق تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کی آگ سے نہ جلایا جائے اور نہ ہی اس کے بغیر دل کا زنگار اُترتا ہے۔ ذکرِ ''اَللّٰہُ'' کے بغیر دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا اور نفس ہرگز نہیں مرتا۔ (شمس العارفین)

❁ جب اسم اَللّٰہُ ذات طالبِ اللہ کے وجود میں تاثیر کرتا ہے تو اس پر رنگِ معرفت چڑھتا ہے اور وہ مرتبہ کمال پر پہنچ جاتا ہے' اس کے وجود سے دُوری مِٹ جاتی ہے اور وہ اپنی مُراد کو پا لیتا ہے۔ اب وہ چشمِ عیاں سے جب بھی دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے اپنے وجود کے ہر ایک بال پر اسم اَللّٰہُ ذات کا نقش نظر آتا ہے بلکہ وجود کے انگ انگ پر اسم اَللّٰہُ ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے اور اس کے گوشت پوست، بالوں، ہڈیوں، رگوں اور مغز و دل کی زبان پر اسم اَللّٰہُ ذات کا وِرد جاری ہو جاتا ہے اور اسے دَر و دیوار و بازار اور درختوں پر واضح طور پر اسم اَللّٰہُ ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے' وہ جدھر بھی نظر اُٹھاتا ہے اُسے اسم اَللّٰہُ ذات لکھا نظر آتا ہے' وہ جو کچھ سُنتا ہے یا بولتا ہے اسے اسم اَللّٰہُ ذات ہی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ ذاکر کے وجود میں اس وقت تک ذکر جاری نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کلیدِ ذکر حاصل نہ کر لے۔ کلیدِ ذکر تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے اتنا کثیر ذکر کُھلتا ہے کہ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا چنانچہ وجود کا ہر ایک بال علیحدہ علیحدہ ذکرِ اَللّٰہُ کے ایسے نعرے لگاتا ہے کہ سَر سے قدم تک وجود کے تمام اعضا مثلاً گوشت پوست' رگیں' ہڈیاں اور مغز وغیرہ سب جوش سے ذکرِ اَللّٰہُ کرنے لگتے ہیں یہی وہ مرتبہ صاحبِ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے کہ جس سے اس کے مغز و پوست (ظاہر و باطن) میں اللہ ہی اللہ سما جاتا ہے۔ (شمس العارفین)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

❁ جان لے کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے قلب جب جنبش میں آتا ہے اور صاحبِ قلب اپنے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کو واضح طور پر لکھا ہوا دیکھتا ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ہر ایک حرف سے نورِ آفتاب کی طرح روشن نور کا شعلہ اُبھرتا ہے جو اطرافِ دل کو منور کر دیتا ہے اور قلب سَر سے قدم تک تجلیاتِ نورِ ذات سے جگمگا اُٹھتا ہے اور زبانِ قلب پر یا اللہ یا اللہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا وِرد جاری ہو جاتا ہے۔ قلب جتنی بار بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے اُسے ہر بار ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بے حد و بے شمار ثواب ملتا ہے۔ ایسا صاحبِ قلب ذاکر جب آنکھیں بند کرتا ہے اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے مراقبے میں غرق ہو کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تجلیاتِ نورِ ذات اور حضوریٔ ربوبیت کے مشاہدہ میں غرق ہوتا ہے تو بحکمِ الٰہی نورِ عصمت اسمِ اَللّٰہُ ذات و کلمہ طیبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' کی برکت سے اُس کے اَسی (80) سال کے گناہ کراماً کاتبین کے دفاتر سے مٹا دیئے جاتے ہیں کہ یہ ایک بے ریا و پوشیدہ عمل ہے جو نگاہِ حق تعالیٰ میں ہمیشہ منظور و مقبول ہے کہ نگاہِ حق ہمیشہ دِل پر رہتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ جب صاحبِ تصور حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ہر حرفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ساتوں طبقاتِ زمین' تمام افلاک اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ دونوں جہان سے وسیع تر ہے۔ پس جب کوئی اس وسیع مقام میں آجاتا ہے تو وہ صاحبِ معرفت مطلق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ اور صاحبِ تجرید و تفرید ہو جاتا ہے۔ جو کوئی حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں سے کسی ایک حرف کا بھی محرم ہو جاتا ہے وہ اہلِ ذات ہو جاتا ہے اور اُس کا وجود مطلق پاک ہو جاتا ہے۔ پس جو کوئی حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور میں محو رہتا ہے وہ پاک رہتا ہے' اُسے قیامت کے دن محاسبہ سے کیا خطرہ؟ (شمس العارفین)

❁ جو کوئی معرفتِ حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا محرم ہو جاتا ہے اُس پر دنیا و آخرت کی ہر چیز منکشف ہو جاتی ہے وہ ایک معروف عارف بن جاتا ہے بظاہر وہ خلق میں حقیر و خوار نظر آتا ہے لیکن

www.sultan-ul-faqr-publications.com

بباطن وہ ہوشیار ہوتا ہے اور تمام ارواحِ انبیاؑ و اولیاؒ اور تمام اہلِ بہشت اُس کے مشتاق ہوتے ہیں۔ایسے عارف کو عارف باللہ ذاتِ حروف کہا جاتا ہے۔پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ اُٹھتے بیٹھتے جو کام بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے کرتا ہے۔اس کا دین و دنیا کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے ''حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا'' اس کی ہر حالت، ہر بات، ہر عمل اور ہر فعل معرفتِ الٰہی سے لبریز ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات پر قائم ہوتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ جو شخص چاہے کہ زرّیں و اطلس کا لباس پہنے اور عمدہ خوراک کھانے کے باوجود اس کا نفس مطیع و فرمانبردار رہے، حادثاتِ دنیا سے مامون رہے، معصیتِ شیطانی سے محفوظ رہے اور اُس کے وجود سے خناس، خرطوم و وسوسہ و وہمات و خطرات خاک و خاکستر ہو کر نیست و نابود ہو جائیں تو اُسے چاہیے کہ مشقِ تصور سے اپنے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش کرے، اس طرح اُس کا دل غنی ہو جائے گا اور بے شک وہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حضوری پائے گا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ جب روحِ اعظم وجود میں داخل ہوئی تو آغاز ہی میں اُس نے کہا ''یا اَللّٰہُ'' اور اُس پر قیامت تک کی ہر چیز منکشف ہو گئی لیکن اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی انتہا تک اب بھی کوئی نہیں پہنچ پایا۔ ہر علم، ہر صحیفہ، ہر الہام اور تمام کتابیں مثلاً توریت، انجیل، زبور اور فرقان یعنی قرآنِ مجید سب اسمِ اَللّٰہُ کی شرح ہیں۔ تمام انبیا و اصفیا و اولیا نے ظاہر و باطن کا جو علم بھی حاصل کیا اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی ماہیت کو جاننے کے لیے حاصل کیا اور انہیں مراتبِ فنا فی اللہ تک رسائی معرفتِ الوہیت و ہویتِ اسم اَللّٰہُ ہی سے نصیب ہوئی۔ اسمِ اَللّٰہُ اور اُس کی الوہیت کے علم سے فائق تر وہ کون سا علم ہے کہ جس کی خاطر تو اسمِ ''اَللّٰہُ'' سے روگردانی کرتا ہے؟ تو اُسے پڑھتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ کو چھوڑتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ کو اپنا پیشوا نہیں بناتا اور اُس کی وجہ سے تو مردہ سیاہ دل ہو کر ذلت و خواری میں گرفتار ہے۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

آنچہ خوانی ز اسم اَللّٰہُ خوان

اسمِ اَللّٰہُ با تو ماند جاودان

ترجمہ: تُو جو کچھ پڑھنا چاہتا ہے اسمِ اَللّٰہُ ہی سے پڑھ کہ اسمِ اَللّٰہُ ہی نے تیرے ساتھ ہمیشہ رہنا ہے۔

جس قدر کسی کا علمِ کُلی بڑھتا ہے اُسی قدر اُس کی عقلِ کُلی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس کی راہبر عقلِ کُل ہو جاتی ہے اُس کے ہر عضو میں اسمِ اَللّٰہُ کی برکت سے شوقِ توحید، طلبِ مولیٰ، صفائی دِل، معرفتِ الٰہی، کشف الاسرار، حیرت، خوف و رجا، ترک و توکل اور جملہ صفاتِ الٰہیہ جمع ہو جاتی ہیں اور وہ ہر گناہِ ناشائستہ سے تائب ہو کر طاعت و امانِ الٰہی اور تصورِ اسم اَللّٰہُ میں غرق ہو جاتا ہے۔ خاص الخاص استغراق یہ ہے کہ بندہ جب تصورِ اسم اَللّٰہُ میں غرق ہوتا ہے تو اُس کی روح پُر فتوح جسے روح الفرح فیض اللہ کہتے ہیں، جثہ نورِ اَللّٰہُ کی صورت میں چشمۂ ذکر نورِ اَللّٰہُ سے نکل کر اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی اُس نوری قندیل میں آجاتی ہے جو وحدتِ الٰہی کے نور سے پُر اتنی وسیع ہے کہ شش جہات (چھ سمتیں) اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں کہ اُس کی سمائی کسی مکان میں نہیں، نہ اُس کا کوئی نشان ہے اور نہ ہی اُس کی صورت کا کوئی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جو آدمی اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے مطلق صاحبِ استغراق ہو جاتا ہے۔ اُس کے اِس مرتبے کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ط اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ (ترجمہ: مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ بے شک اولیا اللہ مرتے نہیں) کا مرتبہ کہتے ہیں۔ اس مقام پر ولی اللہ فقیر کے لیے موت و حیات برابر ہو جاتی ہے۔ وہ اس لیے کہ اُس کا جسم تو زیرِ خاک ہوتا ہے لیکن اُس کی روح عرش سے اوپر نور اللہ کی قندیل میں مشاہدۂ نورِ اللہ میں غرق ہوتی ہے۔ جس روز قیامت قائم ہو گی تمام اہلِ استغراق جثہ قبور میں آ کر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا وِرد کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہونگے، اُن پر دیدارِ الٰہی کی مستی اِس قدر غالب ہو گی کہ وہ اپنے سر عرش پر مارتے ہوں گے۔ یہ ہے کمالِ شوق و معرفت، تصور و تصرفِ اسم اَللّٰہُ برحق۔ ایسے ہی فقیر کو صاحب گنج فقیر کہتے ہیں یعنی وہ فقیر کہ جسے اسم اَللّٰہُ کی برکت سے بلا رنج معرفتِ وصال حاصل ہو۔ (محک الفقر کلاں)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سلطان الاذکار ھُو

سلطان الاذکار ھُو کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف عین الفقر، نور الہدیٰ کلاں اور کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

باھُو در ھُو گم شدہ فی اللہ فنا
نام باھُوؒ متصل شد با خدا

ترجمہ: باھُوؒ ھُو میں گم ہو کر فنا فی اللہ ہو گیا باھُوؒ کا نام اللہ کے ساتھ متصل ہو گیا۔

باھُوؒ با ھُو فنا، با ھُو بقا شد
کہ اوّل آخر رازِ ھُو بقا شد

ترجمہ: باھُوؒ، ھُو کے ساتھ فنا ہو کر بقا پا گیا کیوں کہ اوّل آخر ھُو کا راز اُسے مل گیا۔

باھُوؒ در ھُو گم شدہ باھُوؒ نہ ماند
باھُوؒ از ھُو "یاھُو" بخواند

ترجمہ: باھُوؒ جب ھُو (ذاتِ الٰہی) میں فنا ہو گیا تو باھُوؒ نہ رہا، باھُوؒ "ھُو" سے ظاہر ہوا اس لیے ذکرِ "یاھُو" میں غرق رہتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

ہر کہ ذکرِ "ھُو" باھُوؒ یافتہ
بشنود "یاھُو" از کبوتر فاختہ

ترجمہ: جو شخص باھُوؒ سے ذکرِ "یاھُو" حاصل کر لیتا ہے اُسے ہر کبوتر اور ہر فاختہ کی زبان سے ذکرِ "یاھُو" سنائی دیتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

باھُو در ھُو گم شدہ گمنام را کہ یافتہ؟
ہم صحبتم با مصطفیٰؐ در نور فی اللہ ساختہ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ترجمہ: باھُوؒ تو ''ھُو'' میں گم ہو گیا ہے ایسے گمنام کو بھلا کیسے پایا جا سکتا ہے؟ اور یوں نورِ ذاتِ الٰہی میں خود کو گم کر کے میں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس ہو گیا ہوں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

از قبرِ باھُوؒ ''ھُو'' برآید حق بنام

ذاکران را انتہا ''ھُو'' شد تمام

ترجمہ: باھُوؒ کی قبر سے ہر وقت ''ھُو'' کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے کیونکہ ذکرِ ''ھُو'' ذاکرین کا انتہائی ذکر ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

باھُوؒ در ھُو گم شدہ باھُوؒ نماند

نُورِ باھُوؒ روز و شب یاھُو بخواند

ترجمہ: باھُوؒ ''ھُو'' میں ایسا غرق ہوا ہے کہ باھُوؒ باقی ہی نہیں رہا باھُوؒ نوری صورت میں رات دن ''یاھُو'' ''یاھُو'' پکارتا رہتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

باھُوؒ از میانِ ھُو چشم می بیند خدا

درمیانِ ھُو ببین وحدت لقا

ترجمہ: باھُوؒ ''ھُو'' کی آنکھ سے خدا کو دیکھتا ہے اے طالب تو بھی ''ھُو'' کی آنکھ سے دیدارِ وحدت کی بہار دیکھ۔ (نور الہدیٰ کلاں)

باھُوؒ مرا ھُو یار شد

ایں بختِ من بیدار شد

باہم نشین دِلدار شد

در عشقِ اُو پروانہ ام

ترجمہ: اے باھُوؒ میں ''یاھُو'' کا یار بن گیا ہوں۔ میرا بخت جاگا تو مجھے اپنے دلدار کی ہم نشینی حاصل ہو گئی کہ میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں۔ (عین الفقر)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

نماندہ پردہ باھُوؒ گشت یاھُو

کہ ذِکرش روز و شب یاھُو گفت باھُوؒ

ترجمہ: باھُوؒ کے سامنے کوئی پردہ باقی نہ رہا اور وہ باھُوؒ سے یاھُو بن گیا کہ وہ ہر وقت ذکرِ ''یاھُو'' میں غرق رہتا ہے۔ (عین الفقر)

کسے بس ذکر گوید ھُو ہویدا

وجودش می شود زاں نور پیدا

ترجمہ: جس شخص کے وجود میں ذکرِ ھُو جاری ہو جاتا ہے اُس کا وجود نورِ ذات میں ڈھل جاتا ہے۔

اسمِ اعظم انتہا با ھُو بود

وردِ باھُوؒ روز و شب ''یاھُو'' بود

ترجمہ: اسمِ اعظم ھُو سے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس لیے باھُوؒ دن رات ذکرِ ''یاھُو'' میں غرق رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

باھُوؒ ھُو بُرد با آورد بَرد

ہر کہ بہ آں عین بیند کہ نمرد

ترجمہ: باھُوؒ ''ھُو'' میں فنا ہو کر زندہ جاوید ہو گیا اس میں کوئی تعجب نہیں کہ جو عین ذات کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔ (عین الفقر)

اسمِ یاھُو گشت باھُوؒ راہ بر

پیشوائے شد محمدؐ معتبر

ترجمہ: اسمِ یاھُو نے باھُوؒ کا راہبر اور پیشوا بن کر اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری سے مشرف کر دیا ہے۔

ابتدا ''ھُو'' انتہا ''ھُو'' ہر کہ با ''ھُو'' می رسد

عارفِ عرفاں شود ہر کہ با ''ھُو'' ''ھُو'' شود

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ترجمہ: ابتدا بھی ''ھُو'' ہے اور انتہا بھی ''ھُو'' ہے جو کوئی ''ھُو'' تک پہنچ جاتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے اور ''ھُو'' میں فنا ہو کر ''ھُو'' بن جاتا ہے۔

مُلک و مِلک بیک ھُو زدہ ناچیز کنیم
ما کہ در قلزمِ توحید نہنگ آمدہ ایم

ترجمہ: ہم نے اسمِ ھُو کی ایک ہی ضرب سے ملک وملکیت کو نیست و نابود کر دیا ہے کہ ہم قلزمِ توحید کے مگر مچھ ہیں۔

1۔ باھُوؒ بہ یک نقطہ یاھُو می شود
وردِ باھُوؒ روز و شب یاھُو بود

2۔ اسمِ ھُو سیف است باھُوؒ بر زبان
قتل کن ایں نفس کافر ہر زمان

ترجمہ: (1) باھُوؒ ایک ہی نقطے کے اضافے سے یاھُو بن جاتا ہے لہٰذا باھُوؒ رات دن یاھُو کے ذکر میں غرق رہتا ہے۔ (2) باھُوؒ کی زبان پر ہر وقت اسمِ ھُو کا ورد جاری رہتا ہے جو ایک ننگی تلوار ہے، اس تلوار سے ہر وقت کافر نفس کو قتل کرتا رہتا ہے۔

❁ اگر تُو ''ھُو'' کے اسرار حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو دِل سے نکال دے۔ (قربِ دیدار)

❁ جس کے وجود میں ذکر اسمِ ''ھُو'' کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے اُسے ''ھُو'' (ذاتِ حق) سے محبت ہو جاتی ہے اور وہ غیر ماسویٰ اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ جب کوئی دل کے ورق سے اسمِ ''ھُو'' کا مطالعہ کر لیتا ہے تو پھر اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ایسی حالت میں وہ خَلق کی نظر میں بے شعور ہوتا ہے مگر خالق کے ہاں وہ صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ (مخک الفقر کلاں)

❁ ذکرِ ھُو کرتے کرتے جب ذاکر کے وجود پر اسمِ ھُو غالب آ کر اُسے اپنے قبضے میں لے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

لیتا ہے تو اس کے وجود میں ھُو کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ شریعت ناسوت ہے، طریقت ملکوت ہے، حقیقت جبروت ہے، معرفت لاھُوت ہے اور ان کا جامع لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. اَللّٰہُ اور ھُو ہے، لَآ اِلٰہَ ذکرِ ناسوت ہے، اِلَّا اللّٰہُ ذکرِ ملکوت ہے، اَللّٰہُ ذکرِ جبروت ہے اور ھُو ذکرِ لاھُوت ہے۔ (محک الفقر کلاں)

لاھُوت وہ جہان ہے جس کی حد پر معراج کی رات جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تھا کہ اگر میں جبروت سے نکل کر لاھُوت کی حد میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو جل جاؤں گا یہاں آپ ﷺ تنہا ہی سفر فرمائیں۔ لاھُوت لامکان میں دیدارِ الٰہی ہے اور یہاں داخلہ ذکرِ ھُو سے ہی ممکن ہے اور یہ انسان کا شرف ہے۔

❁ اسم اَللّٰہُ جل جلالہٗ کے چار حروف ہیں ''ا، ل، ل، ہ''۔ جب اسمِ اَللّٰہُ سے ''ا'' جدا کیا جائے تو یہ لِلّٰہ رہ جاتا ہے جب الف کے بعد پہلا ''ل'' بھی جدا ہو جائے تو ''لَہٗ'' رہ جاتا ہے اور جب دوسرا ''ل'' بھی جدا کر دیا جائے تو یہ ''ھُو'' رہ جاتا ہے اور یہ چاروں اسمائے اعظم ''اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ اور ھُو اسمِ اَللّٰہُ ذات ہیں۔ (عین الفقر)

❁ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ جلد دوم میں فرماتے ہیں'' ھُو عارفین کا آخری اور انتہائی ذکر ہے۔''

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ھُو کو عارفین کا آخری اور انتہائی ذکر قرار دیا ہے:

ذاکراں را انتہا ''ھُو'' شد تمام

ترجمہ: ذکرِ ھُو ذاکرین کا آخری ذکر ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے چار اسم ظاہر ہوتے ہیں اوّل اسمِ اَللّٰہُ' جس کا ذکر بہت ہی افضل ہے جب اسمِ اَللّٰہُ سے ''ا'' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ لِلّٰہ بن جاتا ہے اسمِ لِلّٰہ کا ذکر فیضِ الٰہی ہے۔ جب اسمِ لِلّٰہ کا پہلا ''ل' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ ''لَہٗ'' بن جاتا ہے اسمِ ''لَہٗ'' کا ذکر عطائے الٰہی

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہے جب دوسرا ''ل'' بھی جدا کر دیا جائے تو یہ ''ھُو'' بن جاتا ہے اور اسمِ ''ھُو'' کا ذکر عنایتِ الٰہی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

پنجابی ابیات میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اسم اَللّٰہُ ذات اور سلطان الاذکار ھُو کے بارے میں فرماتے ہیں:

الف اَللّٰہ چنبے دی بوٹی، میرے من وِچ مُرشد لائی ھُو
نفی اَثبات دا پانی مِلیس، ہر رَگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مُشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ھُو
جیوے مُرشد کامل باھُوؒ، جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو چنبیلی کے پودے جسے موتیا بھی کہتے ہیں، سے تشبیہ دی ہے۔ سلطان العارفین سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پہلے عارف ہیں جنہوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے لیے ''چنبے دی بوٹی'' کا استعارہ استعمال فرمایا ہے۔ چنبیلی کے پودے کی پہلے پنیری (بوٹی) لگائی جاتی ہے اور جب وہ آہستہ آہستہ نشوونما پا کر ایک مکمل پودا بن جاتا ہے تو چنبیلی کے پھولوں سے لد جاتا ہے اور اس کی خوشبو پورے ماحول کو مہکا دیتی ہے اسی طرح جب مرشد طالب کو ذکر و تصور اسم اَللّٰہُ ذات عطا فرماتا ہے تو گویا اس کے دِل میں ایک پنیری لگا دیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور مرشد کی نگہبانی میں آہستہ آہستہ طالب صادق کے پورے وجود میں پھیل کر اس کو منور کر دیتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا مرشد کامل ہمیشہ حیات رہے جس نے مجھ پر فضل و کرم اور مہربانی فرمائی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرما کر اپنی نگاہِ کامل سے میرے دِل میں اسم اَللّٰہُ ذات کی حقیقت کو کھول دیا ہے اور نفی (لَآ اِلٰہَ) سے تمام غیر اللہ اور بتوں کو دِل سے نکال دیا ہے اور اثبات (اِلَّا اللّٰہُ) کے راز نے مجھے اسم سے مسمّٰی تک پہنچا دیا ہے اب یہ راز اور اس کے اسرار میری رگ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

رگ، ریشہ ریشہ اور مغز و پوست تک میں سرایت کر گئے ہیں۔ اب تو اسم اَللّٰہُ ذات پورے وجود کے اندر اتنا سرایت کر چکا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ جو اسرار اور راز مجھ پر کھل چکے ہیں اُن کو ساری دنیا پر ظاہر کر دوں لیکن خواص کے یہ اسرار عام لوگوں پر ظاہر نہیں کیے جا سکتے اسی لئے ان اسرار اور رازوں کو سنبھالتے سنبھالتے جان لبوں تک آ چکی ہے اور ظاہر باطن میں جدھر بھی نظر دوڑاتا ہوں اب مجھے اسم اَللّٰہُ ذات ہی نظر آتا ہے اور حالت اس آیت کی مثل ہو چکی ہے کہ تم جس طرف بھی دیکھو گے تمہیں اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا۔

❁ اندر ھُو تے باہر ھُو، ایہہ دَم ھُو دے نال چلیندا ھُو
ھُو دا داغ محبت والا، ہر دَم پیا سڑیندا ھُو
جتھے ھُو کرے رُشنائی، اُوتھوں چھوڑ اندھیرا وِیندا ھُو
میں قُربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑا ھُو نوں صحی کریندا ھُو

اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سلطان الاذکار ھُو کے اسرار بیان فرما رہے ہیں کہ جو طالب ''تصور اسم اَللّٰہُ ذات''، ذکرِ ھُو اور مرشد کامل اکمل کی مہربانی سے ھُو کا راز حاصل کر لیتا ہے اُسے ظاہر و باطن میں ہر طرف ''ھُو'' ہی نظر آتا ہے اور حالت یہ ہو جاتی ہے ''تم جدھر چہرہ کرو گے تمہیں اللہ تعالیٰ کا ہی چہرہ نظر آئے گا'' (القرآن)۔ ھُو کی محبت جب دِل کے اندر گھر کر لیتی ہے تو دوسری ہر محبت جل کر راکھ ہو جاتی ہے اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت اور عشق ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن لوگوں کے قربان جاؤں جو ھُو کے راز کو حاصل کرنے کے لیے ہر لمحہ بے قرار اور بے سکون رہتے ہیں اور پھر اپنی منزل ھُو کو پا ہی لیتے ہیں۔

❁ جس الف مطالیہ کیتا، ب دا باب نہ پڑھدا ھُو
چھوڑ صفاتی لدھیوس ذاتی، اوہ عامی دُور چا کردا ھُو
نفس امارہ کُترا جانے، ناز نیاز نہ دھردا ھُو

کیا پرواہ تنہاں نوں باھُوؒ، جنہاں گھاڑو لدّھا گھر دا ھُو

جن طالبانِ مولیٰ کو مرشد کامل نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور عطا کر دیا ہو وہ نفسِ امارہ کی خواہشات کی پیروی نہیں کرتے اور نہ ہی دوسرے علوم اور دیگر ورد وظائف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ انہیں ذات مل چکی ہے۔صفات، دوسرے ورد وظائف اور دیگر علوم کی طرف متوجہ ہونے کی انکے پاس فرصت ہی نہیں۔اُن خوش نصیبوں کو کسی اور سہارے کی کیا ضرورت ہے جن کو مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کی نعمت مل گئی ہو۔

❁ جنہاں شوہ الف تھیں پایا، پھول قرآن نہ پڑھدے ھُو
اوہ مارن دم محبت والا، دُور ہویونے پردے ھُو
دوزخ بہشت غلام تنہاندے، چا کیتونے بردے ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑے وحدت دے وِچ وڑدے ھُو

دونوں جہان کا علم قرآنِ مجید میں ہے اور علمِ قرآن کلمہ طیبہ کی طے میں ہے اور کلمہ طیبہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طے میں ہے۔اِسی لیے اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنہوں نے محبوبِ حقیقی ذاتِ حق تعالیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات سے پالیا ہے انہیں علمِ لدنّی حاصل ہو گیا ہے اور انہیں قرآنِ مجید کے تمام ظاہری اور باطنی علوم حاصل ہو چکے ہیں اور محبت الٰہی سے ان کے ظاہر و باطن کے تمام حجابات دور ہو گئے ہیں، بہشت اور دوزخ تو بفضلِ خدا اُن کے غلام بن چکے ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن کے قربان جاؤں جو دریائے وحدت میں غرق ہو کر خود وحدت ہو جاتے ہیں۔

❁ جس دِل اِسم اَللّٰہ دا چمکے، عشق وِی کردا ہلّے ھُو
بُو کستوری دی چھپدی ناہیں، بھانویں دے رکھیے سے پلّے ھُو
انگلیں پچھے دِمنہہ ناہیں چھپدا، دریا نہ رہندے ٹھلّے ھُو

اسیں اوسے وِچ اوہ اساں وِچ، باھُوؒ یاراں یار سَوَلّے ھُو

جس دِل کے اندر ''اسم اَللّٰہُ ذات'' آفتاب کی مانند روشن ہو جاتا ہے اور طالب دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر عشقِ اللہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کا عشق دِل کے اندر پوشیدہ نہیں رہتا بلکہ اسی طرح ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کستوری کی خوشبو، سورج کی روشنی اور دریاؤں کے پانی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ یہی حالت عشق کی ہوتی ہے اور آخر کار طالبِ مولیٰ اپنی ہستی کو ختم کر کے اللہ پاک کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔

❁ دِل تے دفتر وحدت والا، دائم کریں مطالیا ھُو
ساری عمراں پڑھدیاں گزری، جہلاں دے وِچ جالیا ھُو
اِکّو اِسم اَللّٰہ دا رکھیں، اپنا سبق مطالیا ھُو
دوہیں جہان غلام تنہاں دے باھُوؒ، جیں دِل اللہ سنبھالیا ھُو

اے طالبِ مولیٰ! تیرے دِل میں وحدت کی کتاب موجود ہے اس کا ہمیشہ مطالعہ کر۔ لیکن تیری تو تمام عمر کتابیں اور علم پڑھتے ہوئے بھی جہالت میں گزری ہے صرف اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور کر یہی پہلا اور آخری سبق ہے۔ اگر تُو نے دِل کے اندر پوشیدہ اسم اَللّٰہُ ذات کی امانت کو پا لیا تو دونوں جہان تیرے غلام ہوں گے کیونکہ اسم اَللّٰہُ ذات کے ذکر سے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات حاصل ہوتی ہے۔

❁ س سینے وِچ مقام ہے کیندا، سانوں مُرشد گل سمجھائی ھُو
ایہو ساہ جو آوے جاوے، ہور نہیں شے کائی ھُو
اِس نوں اِسم الاعظم آکھن، ایہو سِرّ اِلٰہی ھُو
ایہو موت حیاتی باھُوؒ، ایہو بھیت اِلٰہی ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشدِ کامل نے ہمیں اس راز سے آگاہ کر دیا ہے کہ دِل (باطن) کے اندر حق تعالیٰ کا مقام ہے۔ تصور اور سانس کے ذریعے جو ذکرِ اسم اَللّٰہُ ذات کیا جا رہا ہے یہی اسمِ

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اعظم ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا بھید اور سِرّ ہے اور یہی موت اور حیات ہے۔ یعنی جو سانس ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ نکلتا ہے وہ حیات ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر کے بغیر نکلنے والا سانس مُردہ ہے اور دِل کے اندر اللہ تعالیٰ کا دیدار حیات ہے اور اس سے محرومی موت ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ''میں نے دِل میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔''

ضروری نفس کُتّے نوں، قیما قیم کچیوے ھُو
نال محبت ذِکر اَللّٰہ دا، دَم دَم پیا پڑھیوے ھُو
ذِکر کنوں ربّ حاصل تھیندا، ذاتوں ذات دِسیوے ھُو
دوہیں جہان غلام تنہاندے باھُوؒ، جنہاں ذات لبھیوے ھُو

راہِ فقر میں ضروری ہے کہ سگ صفت نفس کو ذرّہ ذرّہ، ریزہ ریزہ کر کے فنا کیا جائے اور عشق کے ساتھ دائمی ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات ہر سانس کے ساتھ کیا جائے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر نفس نہیں مرتا خواہ ظاہری عبادات کر کے پیٹھ کبڑی ہو جائے۔ ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے جب نفس مر جاتا ہے تو دیدارِ ربّ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے اور جسے ذاتِ حق تعالیٰ مل جائے دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔

عاشق راز ماہی دے کولوں، کدی نہ ہوون واندے ھُو
نیندر حرام تنہاں تے ہوئی، جیہڑے اِسم ذات کماندے ھُو
ہِک پَل مول آرام نہ کردے، دِینہہ رات وَتن کُرلاندے ھُو
جنہاں الف صحی کر پڑھیا باھُوؒ، واہ نصیب تنہاندے ھُو

عاشق محبوبِ حقیقی کے راز کی ہمیشہ حفاظت کرتے ہیں اور جنہوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا عرفان حاصل کر لیا ہے اور محبوبِ حقیقی کے راز سے آگاہ ہو چکے ہیں یہی رازان عاشقانِ ذات کو بے چین اور بے قرار رکھتا ہے۔ نہ تو انہیں نیند آتی ہے اور نہ ہی انہیں آرام وسکون نصیب ہوتا ہے۔ دِن رات دَرد وسوز میں اپنے محبوبِ حقیقی کے آگے فریاد کرتے رہتے ہیں کہ محبوبِ حقیقی کہیں انہیں اپنے

www.sultan-ul-faqr-publications.com

سے دور نہ کر دے کیونکہ محبوبِ حقیقی کے دیدار سے محرومی دونوں جہانوں میں سب سے بڑی بدبختی ہے۔ کتنے خوش نصیب اور خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا رازِ حقیقی حاصل کر لیا ہے۔

مُوتُوا والی موت نہ ملی، جیں وِچ عشق حیاتی ھُو
موت وصال تھیسی ہک، جدوں اِسم پڑھیسی ذاتی ھُو
عین دے وِچوں عین جو تھیوے، دُور ہووے قرباتی ھُو
ھُو دا ذِکر ہمیش سڑیندا باھُوؒ، ڈِینہاں سُکھ نہ راتی ھُو

اے خام طالب! ڈر، خوف اور حُبِ دنیا کی وجہ سے تجھے مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا والی موت نصیب نہ ہوئی جبکہ اسی موت میں حیاتِ جاودانی کا راز ہے۔ موت اور وصال تیرے وجود میں اس وقت یکتا ہوں گے جب سلطان الاذکار ھُو کا ذکر تیرے لُوں لُوں میں جاری ہو جائے گا اور تیری ذات ' ذاتِ حق تعالیٰ میں فنا ہو کر "عین" ہو جائے گی یہاں پر تو مقامِ قرب کا بھی گزر نہیں ہے کیونکہ قرب دو کے درمیان ہوتا ہے یہاں دوئی نہیں یکتائی ہے اور ھُو کا ذکر ایسا ہے جو عاشقِ حقیقی کو ہمیشہ بے چین رکھتا ہے اور دردِ عشق سے اُسے جلاتا رہتا ہے اور اُسے نہ رات کو سکون لینے دیتا ہے اور نہ دن کو۔

ھُو دا جامہ پہن کراہاں، اِسم کماون ذاتی ھُو
کفر اِسلام مقام نہ منزل، ناں اُوتھے موت حیاتی ھُو
شہ رگ تھیں نزدیک لدھوسے، پا اندر وَنّے جھاتی ھُو
اوہ اساں وِچ اسیں اُنہاں وِچ، باھُوؒ دُور رہی قرباتی ھُو

اس بیت میں فقر کی انتہائی منزل فنافی ھُو کا ذکر ہے عارفین ھُو میں فنا ہو کر ھُو کا لباس پہن لیتے ہیں اور اسمِ ذات ھُو کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لامکان ہے جہاں نہ کفر و اسلام ہے اور نہ کوئی مقام اور منزل اور نہ ہی وہاں موت اور زندگی ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے دُور جانے کی ضرورت نہیں

www.sultan-ul-faqr-publications.com

ہے وہ ذات تو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ ہم اس ذات میں اور وہ ہماری ذات میں اس طرح فنا ہو چکے ہیں کہ دوئی ختم ہوگئی ہے۔

❁ یار یگانہ مِلسی تینوں، جے سر دی بازی لائیں ھُو
عشق اَللّٰہ وِچ ہو مستانہ، ھُو ھُو سدا الائیں ھُو
نال تصور اِسم اَللّٰہ دے، دَم نوں قید لگائیں ھُو
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا، تد باھُوؒ نام سدائیں ھُو

اللہ تعالیٰ کی ذات تجھے تب حاصل ہوگی جب تُو عشق کی راہ میں قدم رکھے گا اور سر کی بازی لگائے گا اگر ذات کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو عشقِ حق تعالیٰ میں بے خود ہو جا اور اس کے لئے ہر لمحہ ذکرِ ھُو میں غرق رہ اور ساتھ ساتھ تصور اسم اَللّٰہُ ذات بھی جاری رکھ اور پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اپنی ذات کو حق تعالیٰ کی ذات میں فنا کر لیا تو تب میرا نام باھُو ہوا۔

مشقِ مرقومِ وجودیہ

مشقِ مرقومِ وجودیہ میں انگشتِ شہادت سے نقش اسم اَللّٰہُ ذات کو سامنے رکھ کر تفکر سے وجود کے مختلف اعضا پر اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھا جاتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ مشقِ مرقومِ وجودیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ کُل و جز کے جملہ مراتب حاصل کرنا اور واصل بحق ہونا مشقِ مرقومِ وجودیہ ہی سے ممکن ہے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ میں وجود پر بذریعہ تفکر (مخصوص طریقہ سے) اسم اَللّٰہُ ذات لکھا جاتا ہے جس سے طالب کے وجود میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ہر ایک حرف سے تجلی پیدا ہوتی ہے جو طالب کو یکدم حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مرتبے پر پہنچا دیتی ہے طالب غنی ولا یحتاج ہو جاتا ہے اور وہ مرتبہ غنایت اکسیرِ کیمیا سے فقیر عامل کیمیا گر اور مرتبہ ہدایت اکسیر سے بحر و بر کا مالک کیمیا نظر ولی

ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ وہ کونسی راہ ہے اور وہ کونسا علم ہے کہ جس سے طالبِ اللہ، آفاتِ شیطانی' بلیاتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیائے پریشانی سے بچ کر قربِ ربانی میں پہنچ جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر ہمیشہ غرقِ نور اور مشرفِ وصال رہتا ہے۔ اُسے وصالِ لازوال حاصل رہتا ہے وہ قیل وقال کو چھوڑ دیتا ہے اور دیدارِ جمال کے مشاہدے کی لذّت حاصل کرتا رہتا ہے۔ وہ علم وراہ ''مشقِ مرقومِ وجودیہ'' ہے کہ جس سے اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبِ اللہ کے ساتوں اندام کو سَر سے قدم تک اِس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس طرح گھاس کی بیل درخت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبِ اللہ کے وجود کو سَر سے قدم تک اِس طرح اپنے قبضہ وتصرف میں لے لیتا ہے کہ اُس کے ہر اندام پر اَللّٰہُ، اَللّٰہُ کا نقش تحریر ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ طالبِ مولیٰ جب تصور سے مشقِ مرقومِ وجودیہ کرتا ہے تو سر سے قدم تک اس کے ساتوں اندام نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور طالبِ مولیٰ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک ہوتا ہے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی پاکیزگی کی برکت سے طالبِ مولیٰ نوری بچہ بن کر مجلسِ محمدی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لطف وکرم وشفقت فرماتے ہیں اور اس معصوم نوری بچے کو اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے پاس لے جاتے ہیں جہاں خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسے اپنا نوری فرزند قرار دے کر اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں جس سے وہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا شیر خوار نوری بچہ بن جاتا ہے اور اس کا نام فرزندِ حضوری اور خطاب فرزندِ نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں وہ اسی نوری حضوری بچے کی صورت میں ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتا ہے اور بظاہر اربعہ عناصر کے ظاہری وجود کے ساتھ لوگوں میں ہر خاص وعام سے میل جول رکھتا ہے یہ مراتب ہیں کامل فقیر کے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

www.sultan-ul-faqr-publications.com

اسمِ اَللّٰہُ ذات کا منکر

اسمِ اَللّٰہُ ذات کے منکر کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

- اسمِ اَللّٰہُ ذات اور ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا' یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا کافر یا پھر وہ حاسد ہوتا ہے یا متکبر۔ (عین الفقر)
- جو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسم محمدؐ کا منکر ہے وہ ابوجہل ثانی ہے یا فرعون۔ (عقلِ بیدار)
- جسے اسم اَللّٰہُ ذات اور اسم محمدؐ پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔ اسم اَللّٰہُ میں اسم اعظم ہے اور اسمِ محمدؐ میں صراطِ مستقیم ہے۔ (محک الفقر کلاں)

قرآنِ پاک، احادیث شریف اور اولیاء کاملینؒ کے ارشادات اور تعلیمات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اس وقت تک دل پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی نفس اور شیطان سے خلاصی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی ظاہر اور باطن کے درمیان منافقت کا پردہ ہٹتا ہے خواہ سالک ساری عمر ظاہری عبادات میں مصروف رہے، قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا رہے، مسائلِ فقہ پڑھتا رہے یا زہد و ریاضت کی کثرت سے پیٹھ کُبڑی ہو جائے اور سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے کہ جب تک ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات نہ کرے اور پھر آج کل کے زمانہ اور مادیت کے دَور میں صدق المقال اور اکل الحلال نہیں رہا۔ لوگوں میں سلف صالحین کی طرح نیک اعمال، سخت محنتوں اور مجاہدوں کی توفیق اور ہمت نہیں رہی۔ پابندئ صوم وصلوٰۃ اور ادائیگی حج اور زکوٰۃ جیسے فرائض روح سے خالی ہو چکے ہیں اور محض ایک نمائشی اور رسمی مظاہرے کی صورت میں ادا ہو رہے ہیں۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دِل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نفس مردہ ہو جاتا ہے اور قلب زندہ ہو جاتا ہے یعنی روح بیدار ہو جاتی ہے اور طالب مشاہدۂ حق تعالیٰ کھلی آنکھوں سے کرتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' صاحبِ مسمّٰی مرشدِ کامل اکمل سروری قادری سے حاصل ہوا ہو۔

www.sultan-ul-faqr-publications.com

"حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات" کتابِ ہدایت ہے جسے پڑھ کر راہِ معرفتِ الٰہی کے بیشمار سالکین اپنی منزل تک پہنچے ہیں۔ **"حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات"** کے مصنف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ سروری قادری کے موجودہ شیخِ کامل سلطان العاشقین **حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن** مدظلہ الاقدس ہیں۔ آپ مدظلہ الاقدس نے اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام "اسمِ اَللّٰہُ ذات" جسے اسمِ ذات یا اسمِ اعظم بھی کہتے ہیں، کے فضائل، ثمرات، تجلیات اور اثرات کو قرآن و حدیث سے مکمل وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور فقر و تصوف کی تاریخ میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر و تصور کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال تک پہنچنے والے صحابہ کرام اور اولیا کاملین کی مستند رائے کو درج فرما کر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔ کتاب "حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات" اپنی نوعیت کی ایک جامع کتاب ہے جس کا خلوصِ نیت سے مطالعہ طالبِ حق پر علمِ باطن اور معرفتِ الٰہی کی راہوں کو کھول دیتا ہے اور راہِ قرب و وصالِ الٰہی اس کے لیے آسان اور قابلِ فہم ہو جاتی ہے۔

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: +92-42-35436600 Cell: +92 322 4722766

- www.sultan-bahoo.com
- www.sultan-ul-arifeen.com
- www.sultan-ul-ashiqeen.com
- www.sultan-ul-faqr-publications.com
- E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

ISBN:978-969-9795-89-3

9 789699 795893

Rs: 249.00

حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات

تصنیفِ لطیف

سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس